ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۱ جنوری ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

اللہ تعالےٰ کی نیک بندیاں

حضرت مَعاذہ عدویہؒ کا ذکر

ان کا عجیب حال تھا جب دن آتا کہتیں شاید یہ وہ دن ہے جس میں مر جاؤں اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا کی یاد سے غافل نہ مروں - اسی طرح جب رات آتی تو صبح تک نہ سوتیں اور یہی بات کہتیں - اگر نیند کا زور ہوتا تو گھر میں دوڑی دوڑی پھرتیں اور نفس کو کہتیں کہ نیند کا وقت آگے آتا ہے - مطلب یہ تھا کہ مرکر پھر قیامت تک سوئیو - رات دن میں چھ سو نفلیں پڑھا کرتیں - کبھی آسمان کی طرف نگاہ نہ اُٹھاتیں - جب سے اُن کے شوہر مر گئے پھر بستر پر نہیں لیٹیں - یہ حضرت عائشہؓ سے ملی ہیں - اور ان سے حدیثیں سُنی ہیں -

فائدہ - بیبیو خدا کی محبت اور یاد ایسی ہوتی ہے - ذرا آنکھیں کھولو -

حضرت رابعہ عدویہ کا ذکر

یہ بہت رویا کرتیں اگر دوزخ کا ذکر سن لیتی تھیں تو غش آجاتا - کوئی کچھ دیتا تو پھیر دیتیں اور کہہ دیتیں کہ مجھ کو دُنیا نہیں چاہیئے - اسّی برس کی عمر میں ہو گیا تھا کہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ اب گریں - کفن ہمیشہ اپنے سامنے رکھتیں - سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی - اور ان کی عجیب وغریب باتیں مشہور ہیں - اور ان کو رابعہ بصریہ بھی کہتے ہیں -

فائدہ - بیبیو کچھ تو خدا کا خوف اور موت کی یاد تم بھی اپنے دل میں پیدا کرو - دیکھو آخر یہ بھی تو عورت ہی تھیں -

حضرت ماجدہ قرشیہ کا ذکر

یہ کہا کرتیں کہ جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں کہ بس اس کے بعد موت ہے اور فرمایا کرتیں تعجب ہے دُنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دیدی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں جیسے کسی نے کوچ کی خبر سُنی نہیں ہے - یہیں رہیں گے اور فرماتیں کوئی نعمت جنت کی اور خدائے تعالےٰ کی رضامندی کی بے محنت نہیں ملتی -

فائدہ - بیبیو کیسے کام کی نصیحتیں ہیں اپنے دل پر ان کو جماؤ اور برتو -

حضرت عائشہ بنت جعفر صادق کا ذکر

ان کا رُتبہ ناز کا تھا یہ یوں کہا کرتیں اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالا میں سب سے کہدوں گی کہ میں اللہ کو ایک مانتی تھی پھر مجھ کو عذاب دیا - ۱۴۵ھ میں اُن کا انتقال ہُوا - اور باب قرافۂ مصر میں مزار ہے -

فائدہ - بیبیو یہ رُتبہ کسی کو نصیب ہوتا ہے - اور جن کو ہُوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہُوا ہے اس کو اختیار کرو - اور یاد رکھو کہ اللہ کو ایک ماننا پُورا پُورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پروا ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی بُرا کہے غم نہ کرے کوئی ستائے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یونہی منظور تھا - مَیں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہیئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ - یہ مطلب تھا اُن بی بی کا - گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں -

رباح قیسی کی بی بی کا ذکر

یہ ساری رات عبادت کرتیں - جب ایک پہر رات گزر جاتی تو شوہر سے کہتیں کہ اُٹھو - اگر وہ نہ اُٹھتے تو پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کو اٹھاتیں پھر آخر شب میں کہتیں اے رباح اُٹھو رات گزرتی ہے اور تم سوتے ہو - کبھی زمین سے تنکا اُٹھا کر کہتیں کہ خدا کی قسم دُنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے - عشاء کی نماز پڑھ کر زینت کے کپڑے پہن کر خاوند سے پوچھتیں کہ تم کو کچھ خواہش ہے - اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اُتار کر رکھ دیتیں اور صبح تک نفلوں میں مشغول رہتیں -

فائدہ - بیبیو - تم نے دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کی کیسی عبادت کرتی تھیں اور ساتھ ہی خاوند کا حق ادا کرتی تھیں اور خاوند کو دین کی رغبت بھی دیتی تھیں - یہ ساری باتیں کرنے کی ہیں -

حضرت ام ہارون کا ذکر

ان پر خدا کا خوف بہت غالب تھا - اور بہت عبادت کرتیں اور روکھی روٹی کھایا کرتیں اور فرماتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے غمگین ہوتی ہوں - ساری رات جاگتیں اور تیس برس سر میں تیل نہیں ڈالا - مگر جب سر کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے - ایکدفعہ باہر نکلیں کسی شخص نے خدا جانے کس کو کہا ہوگا کہ پکڑو - ان کو قیامت کا دن یاد آگیا - اور بیہوش ہوکر گرگئیں - ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا - آپ نے فرمایا کہ اگر مَیں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو کھالے وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا - فائدہ - سبحان اللہ خدا کی یاد میں کیسی چور تھیں[۱۵] - اور خدا سے کس قدر ڈرتی تھیں - اور شیر کی بات اُن کی کرامت ہے - جیسا ہم نے کشف کا حال لکھا ہے وہی کرامت کو سمجھو - بیبیو تم بھی خُدا کی یاد اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو آخر قیامت بھی آنے والی ہے - کچھ سامان کر رکھو -

حضرت رابعہ یا رابعہ شامیہ بنت اسمعیل کا ذکر

یہ ساری رات عبادت کرتیں اور ہمیشہ روزہ رکھتیں اور فرماتیں کہ جب اذان سنتی ہوں قیامت کے دن کا پکارنے والا فرشتہ یاد آجاتا ہے اور جب گرمی کو دیکھتی ہوں تو قیامت کی گرمی یاد آ جاتی ہے - اور ان کے خاوند بھی بڑے بزرگ ہیں - ابن ابی الحواری' یہ اُن سے کہتیں مجھ کو تمہارے ساتھ بھائیوں کی سی محبت ہے - مطلب یہ ہے کہ میرے نفس کو خواہش نہیں ہے - اور فرماتیں کہ جب کوئی عبادت میں لگ جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے عیبوں کی اس کو خبر دیتے ہیں - اور جب اُس کو اپنے عیبوں کی خبر ہو جاتی ہے پھر وہ دوسروں کے عیبوں کو نہیں دیکھتا اور فرماتیں کہ مَیں جنّات کو آتے جاتے دیکھتی ہوں اور مجھ کو حوریں نظر آتی ہیں -

فائدہ - بیبیو عبادت اس کو کہتے ہیں - اور دیکھو تم جو دوسروں کے عیبوں کا ہر وقت دھندا رکھتی ہو اس کا کیا اچھا علاج بتلایا کہ اپنے عیبوں کو دیکھا کرو - پھر کسی کا عیب نظر ہی نہ آوے گا - اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کشف بھی ہوتا تھا - کشف کا حال اُوپر کے قصّہ میں آگیا ہے -

۱۵؎ عمرہ حج کے ساتھ ہوتا ہے - حج فرض اور عمرہ سُنت ہے -

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۹ جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ - ۱۱ جنوری ۱۹۵۷ء | شمارہ ۳۵

ہمارے سفارت خانے

قارئین کرام جانتے ہیں کہ بعض حقائق کے پیش نظر پاکستانی سفارت خانوں کے متعلق ہماری رائے اچھی نہیں - دُنیا کے بیشتر ممالک کی تقلید میں سفارتی تعلقات فی زمانہ بین الاقوامی ضرورت ہے لیکن ہمارے نوزائیدہ ملک میں یہ چیز جس نہج پر چل رہی ہے - اُسے کوئی خیرخواہ پاکستانی دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتا - واقعات شاہد ہیں کہ سفیر مقرر کرنے کی روایات ہمارے ملک میں ہرگز صحت مند نہیں - اور ان کا تجزیہ کیا جائے تو بیشتر سفیروں کے انتخاب میں یہ امور کارفرما رہے ہیں :-

ا- سیاسی رشوت یعنی جو افراد مُلکی سیاست میں نہ کھپ سکتے ہوں انہیں کسی ملک میں سفیر بنا دیا جائے -

ب- صوبائی یا مرکزی وزارت سے سبکدوشی کے بعد ایسے افراد کا سفارت کے لئے حق فائق کر دیا جائے -

ج- جو افراد اہل اقتدار کے نزدیک ناپسند ہوں انہیں سفارتی عہدہ دے کر میدان کو صاف رکھا جائے -

ان امور سے ظاہر ہے کہ اہلیت، قابلیت، ملک سے وفاداری بین الاقوامی شہرت اور متعلقہ ملک جہاں کہ سفیر مقرر کیا جائیگا اس کے حسب حال مناسبت کا خیال نہیں رکھا جاتا - جس کے نتیجہ کے طور پر پاکستان کی صحیح نمائندگی اور بیش قیمت مصارف کا جائز تصرف ہونا ممکن نہیں -

اس خبر کی صحت کا ذمہ دار لاہور کا ایک مقتدر روز نامہ ہے - کہ ایک غیر پاکستانی مسلمان کے بیان کے مطابق ہمارے سفارتخانوں میں بہت سے یہودی ملازم ہیں - حالانکہ ہمسایہ ملک ہندوستان نے ان کی بجائے عربی ملازم رکھے ہیں اور دوسرے یہ کہ ہمارے سفارت خانوں میں شراب عام استعمال ہوتی ہے جبکہ ہندوستانی سفارتخانے اس ضمن میں خشک ہیں -

اگر یہ خبریں درست ہیں تو اس سے زیادہ ہمارے لئے ندامت کی کونسی بات ہوگی اور حکومت کی غلط بخشی اور اس کے مہلک نتائج میں کیا شک و شبہ باقی رہیگا - آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سفارت خانوں کے شاندار اخراجات کا کفیل "زرمبادلہ" ہے - جس کی پاکستان میں کمی کے ڈھنڈورے آپ رات دن سنتے ہیں - اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح سب کو معلوم ہے کہ زرمبادلہ پاکستان کا امرا طبقہ نہیں کماتا بلکہ پاکستان کا غریب کسان لنگوٹی باندھ کر کڑکڑاتی دھوپ اور چلچلاتی سردی میں کام کرکے رُوئی اور پٹ سن پیدا کرتا ہے - جس کے عوض یہ سکّے حاصل ہوتے ہیں -

ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ ان خبروں کی تردید کرے - اور خدانخواستہ یہ درست ہیں تو اولین فرصت میں سفارتخانوں سے یہودی نکال دے - اور ان کی جگہ مسلمان ملازمین رکھے - عرب ممالک میں یہودی ملازم رکھنا مذہبی - اخلاقی اور سیاسی طور پر ناجائز ہے - آپ یہودی ملازم رکھ کر کس کا تعاون حاصل کرتے ہیں ؟ اور کن کا اعتماد کھوتے ہیں ؟ خدارا غور کریں اور پاکستانی عوام کے جذبات کی قدروں کا پاس کریں - دوسرے شراب کا استعمال فی الفور اندرون اور بیرون ملک سفارتخانوں میں بند ہو - بیرونی سفارت خانوں پہ یہ امر واضح کر دیا جائے کہ وہ اسلامی جمہوریہ کے نمائندگان ہیں - اندرونی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ما آنیم کہ ما دانیم لیکن بیرون ملک میں جگہ جگہ پاکستان کی یوں تحقیر تو نہ ہو -

قوم کے بچّے

کسی قوم کے بچّے اس کا مایۂ ناز اور بہترین سرمایہ ہوتے ہیں - آج کے بچّے کل کے قوم کے سردار ہوتے ہیں - اس لئے زندہ قومیں ان کی تعلیم و تربیت کو اپنا اوّلین فرض سمجھتی ہیں - لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ پاکستان میں اس سرمایہ کو ضائع کیا جا رہا ہے - ہر درد مند دل اس پہ خون کے آنسو بہاتا ہے - جب وہ دیکھتا ہے کہ گلی کوچوں میں - شاہراہوں پہ اور شہر کے گرد باغوں میں بچّے صبح سے لے کر رات تک یا تو آوارہ گالیاں بکتے پھرتے ہیں یا اگر کوئی شغل ہے تو گلی ڈنڈا یا اخروٹ اور گولیاں کھیلنے کا - یہ تو نہیں ہو سکتا کہ یہ سب یتیم ہوں - یہی کہنا پڑتا ہے کہ والدین بھی اس گراں مایہ سرمایہ کو ضائع کرنے کے مجرم ہیں - اوّلین فرض تو حکومت کا ہے - وہ بھی اس سے غافل ہے - خدا جانے اس نو سالہ غفلت نے قوم کے کتنے ہونہار بچّوں کو ڈاکو - چور اور بدمعاش بنا دیا - اس میں حکومت نمبر اوّل اور والدین نمبر دوئم مجرم ہیں - ہم دونوں سے اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اس دولت کو ضائع ہونے سے بچائیے - اور قوم کے بچّوں کو کسی نیک اور مفید کام میں لگائیے -

حکومت کا فرض ہے [illegible] سب سے پہلے ۵ سال سے لے کر [illegible] سال کی عمر کے بچّوں کا جائزہ لے کہ ان کی کتنی تعداد ہے - اس کے بعد حکومت اس بات کا اندازہ کرے کہ ان میں سے کتنے بچّے زیر تعلیم ہیں - لازمی پرائمری تعلیم کے باوجود جو والدین بچّوں کو تعلیم نہیں دلاتے ان کے خلاف قانون کو سختی سے استعمال کیا جائے

حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اساتذہ کو بھی اس طرف متوجہ کرے کہ وہ بچّوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر خیال رکھیں ان کو گالیاں بکنے کی خرابیاں بتلائیں اور وقت کی قدر و قیمت پر وقتاً فوقتاً ان کو پند و نصیحت کریں -

والدین کا بھی فرض ہے کہ وہ بچّوں کو ضابطہ میں رکھیں - بچّہ کا آوارہ ہو جانا نہ صرف اس جہان میں والدین کے لئے سوہان روح ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی بچّے ان کو بارگاہ خداوندی میں عذاب کا مستحق بنائیں گے -

مُحسنۂ کائنات

(از جناب لال دین صاحب اخگر بی اے بی ٹی خانقاہ ڈوگراں)

والدہ خوابِ محبت کی صحیح تعبیر ہے والدہ صدق و صفا کے لفظ کی تفسیر ہے
والدہ مہر و وفا کی اک حسین تصویر ہے والدہ کیا ہے؟ سراپا جذبۂ تعمیر ہے
بستیٔ الفت کی آبادی اسی کے دم سے ہے
گلشنِ عصمت کی شادابی اسی کے دم سے ہے

رحمتِ دوراں مجسّم بن کے کوئی آگئی جس کی شفقت دیکھ کر ہوش و خرد شرما گئی
رونے والے کو اِدھر آئی اُدھر بہلا گئی کیوں نہ ہو اس کی ادا سے اس کا مقصد پا گئی
ایک دم میں اس کی غوں غاں کو سمجھ لیتی ہے یہ
کوئی دیوانی ہے ہر دم لوریاں دیتی ہے یہ

رات دن ننھّے کی خاطر جاگتی رہتی ہے کون؟ ہر مصیبت خندہ پیشانی سے پھر سہتی ہے کون؟
چاند میرا، لال میرا، روز و شب کہتی ہے کون؟ گھر سے رخصت کر کے تجھ کو منتظر رہتی ہے کون؟
وقف ہے کس کی زباں تیری دُعاؤں کے لئے؟
کون ہے سینہ سپر تیری بلاؤں کیلئے؟

کیا کبھی تُو نے تدبّر بھی کیا اے نوجواں؟ کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھّی سی جاں؟
مادرِ مشفق اگر ہوتی نہ تیری پاسباں کھا گئے ہوتے کبھی کے تجھ کو کُتّے بلیاں؟
یاد کر عہدِ طفولیت کے احسانات کو
آجگہ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو

انبیاء بھی اس کی آغوشِ محبت میں پلے اولیاء بھی اس کے آخر دستِ شفقت میں پلے
اتقیا بھی اس کے دامانِ عطوفت میں پلے اصفیا بھی اس کے احسان و مروت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے حشر کوئی بھی ہو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ یکم جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ - ۴ جنوری ۱۹۵۷ء

حق تلفی ایک مہلک روحانی بیماری ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - جس طرح انسان کے حق میں بعض جسمانی مہلک بیماریاں ہیں۔ اسی طرح انسان کے حق میں بعض روحانی مہلک بیماریاں بھی ہیں - جس طرح اس شخص کی جسمانی صحت ٹھیک سمجھی جاتی ہے - جو کسی بھی خطرناک بیماری میں مبتلا نہ ہو - اسی طرح روحانی صحت کے لئے تمام روحانی مہلک بیماریوں سے شفا یافتہ ہونا ضروری ہے۔

روحانی مہلک بیماریوں کا قبر میں ساتھ جانا

میرے بھائیو - جسمانی مہلک بیماریاں مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں - مثلاً دق - سل وغیرہ مگر روحانی مہلک بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جاتی ہیں - اور قبر کو دوزخ کا گڑھا بنواتی ہیں - اور پھر وہاں نہ کوئی مونس نہ غمخوار - نہ کوئی طبیب نہ کوئی علاج پھر اِس روحانی مریض کا اندازہ لگائیے - کہ اس کی بیقراری - پریشانی کتنی تکلیف دہ ہوگی - اگر دُنیا میں اسے اتنی تکلیف آتی تو کوئی بعید نہ تھا - کہ اس غم میں گھٹ کر مر جاتا۔ لیکن قبر کی رُوحانی زندگی میں موت بھی نہیں آئے گی - خواہ کتنے ہی عذابِ الٰہی کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔

علاج

روحانی مہلک بیماریوں کی سزا سے بچنے کا فقط ایک ہی علاج ہے کہ اللہ تعالےٰ دُنیا کی زندگی میں ان سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے - اور شفایاب ہوکر قبر میں جائے -

طریقِ علاج

شفایابی حاصل کرنے کا طریقِ علاج یہ ہے - کہ پہلے کسی عالم کتاب و سنۃ کی صحبت میں رہ کر ان بیماریوں کی تفصیل معلوم کرے۔ پھر کسی عامل کتاب و سنۃ کی صحبت اختیار کرے جس کو اپنے رُوحانی مربیوں کی صحبت میں رہ کر اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرانے کی توفیق ہوئی ہو - اور پھر اس کے مربیوں نے اس کی تکمیل کرکے اسے خلقِ خدا کی رُوحانی اصلاح کے لئے مامور بھی کیا ہو - یہ بھی پیشِ نظر رہے - کہ روحانی مربی کے لئے پہلی شرط قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی تابعداری لازمی چیز ہے - اگر اس میں یہ رنگ نہ پایا جائے تو وہ اصلی مربی نہیں ہوگا - بلکہ بھروپیا ہوگا - کہ تصوّف اور تزکیہ کے نام کو جلبِ زر کا ذریعہ بنا رہا ہوگا - اسی لئے کسی نے فرمایا ہے - شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

نسخہ شفاء کی تین دوائیں

اصلی کھرے اور سچّے روحانی مربی کی صحبت میں رُوحانی بیماریوں سے شفا پانے کے لئے فقط تین روحانی دوائیں استعمال کرنی پڑتی ہیں - مربی کچھ تو اورادو اشغال بتلائے گا - اس کے علاوہ اپنی باطنی توجہ طالب کے قلب پر کرتا رہیگا - مزید براں چونکہ طالب صادق کے دل میں اپنے شیخ کامل کی محبت ہوتی ہے - اس لئے شیخ کی زبان مبارک سے جو بات طالب کی اصلاح کے لئے نکلتی ہے وہ طالب مولےٰ کے دل پر اس طرح لکھی جاتی ہے جس طرح نقش بر سنگ ہو - اسی لئے کسی نے کہا ہے -

آنچہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

حق تلفی ایک رُوحانی مہلک بیماری ہے

مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں سے بعض افراد اس مہلک بیماری سے بچے ہُوئے ہیں - ان میں کئی مرد بھی ہونگے - اور کئی عورتیں بھی ہونگی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان حضرات کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے - جو اس موذی اور مہلک مرض میں مبتلا ہیں -

میرا فرض

ہے - کہ مَیں ان روحانی مریضوں کو اطلاع دوں - تاکہ مرنے سے پہلے وہ لوگ اپنی اصلاح کرلیں - ورنہ اس گنہگار کی تبلیغ کا یہ فائدہ ضرور ہوگا - کہ یہ لوگ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کرسکیں گے کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَّذِیۡرٍ - ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے پاس (دنیا میں) کوئی ڈرانے والا بندہ نہیں آیا تھا -

حقداروں کی فہرست

حق تلفی کی فہرست تو بعد میں عرض کی جائے گی - پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان کے ذمے کس کس کے حق ہیں - اللہ[1] جل شانہٗ - رسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن[3] مجید - اسلام[4] - ماں[5] - باپ[6] - بیوی[7] - اولاد[8] - بھائی[9] - بہنیں[10] - برادری[11] - اگر سرکاری[12] ملازم ہے تو سرکار کا حق - اگر کسی پرائیویٹ فرم یا دُکان پر ملازم ہے - تو فرم[13] یا دکاندار[14]

کھرا اور سچّا مسلمان

وہ ہوگا - جو مذکورۃ الصدر سب حقداروں کے حقوق ادا کرے - جتنا حقداروں کے حق ادا کرنے میں ناقص ہوگا - اتنے نمبر کا یہ کھوٹا مسلمان ہوگا [illegible] اے مسلمان جب تمہیں ہر چیز کھری چا[illegible]وٹی سے تمہیں نفرت ہے - اگر تمہیں کوئی شخص کھوٹی چیز دے - تو لینے سے انکار کرتا ہے تو کیا اللہ تعالےٰ کو اپنی بہشت میں داخل کرنے کے لئے کھرے مسلمان نہیں چاہئیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ؟ تو ایمان سے کہہ کہ اللہ تعالےٰ اپنی پاک کلام قرآن مجید میں جن چیزوں کی بُرائی بیان کر رہا ہے - کہ زنا کو بے حیائی کہہ رہا ہے - شراب اور جُوا کو شیطان کے کام فرما رہا ہے - کیا پھر اپنی بہشت میں زانی مرد اور زانی عورتوں - اور شراب خوار مرد اور شراب خوار عورتوں اور جُوا کھیلنے والوں کو داخل کرلے گا ؟ اور کوئی بعید نہیں کہ ایسے بے تمیزوں سے یہ فرمائے -

اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ؕ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵
ترجمہ - اپنا نامہ اعمال پڑھ لے -

آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحبؒ

"یعنی نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرے۔ جو کام عمر بھر میں کئے تھے۔ کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا۔ ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا۔ کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اس میں موجود ہے۔"

نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کی حق تلفی

عبادت کا حکم

نمبر ۱

(وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ○

سورہ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو۔ کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو۔

نمبر ۲

(وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ○)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور میں تمہارا رب ہوں۔ پھر میری ہی عبادت کرو۔

نمبر ۳

(يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ○ سورہ العنکبوت رکوع ۶ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اے میرے بندو۔ جو ایمان لائے ہو۔ میری زمین کشادہ ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔

حاصل

تینوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بار بار اپنی عبادت کا حکم فرما رہا ہے۔ عبادت کی تفصیل میں بہت سے کام آتے ہیں۔ سب سے پہلا کام نماز ہے۔

نماز کے متعلق تاکید

نمبر ۱

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیہا کانت لہ نورا ولا برھانا ونجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف

رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا جس نے نماز پر حفاظت کی یہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور اور اس کے ایمان پر واضح دلیل اور نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور جس شخص نے اس (نماز) پر حفاظت نہ کی۔ اس کے لئے نہ نور ہوگی اور نہ اس کے ایمان پر واضح دلیل ہوگی۔ اور نہ نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور وہ (بے نماز) قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ابی بن خلف کون تھا

یہ وہ مشرک تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔

نمبر ۲

(عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کتب الی عمالہ ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع)

الحدیث رواہ مالک

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو لکھا۔ تمہارے سب کاموں میں سب سے زیادہ ضروری میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس پر خود حفاظت کی اور دوسروں سے حفاظت کرائی۔ اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی۔ اور جس نے اس نماز کو ضائع کیا۔ وہ باقی ذمہ داریوں کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

اتنی اہمیت

اسلامی احکام میں کلمہ طیبہ کے اقرار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام اور کفر کی تمیز فقط نماز پر ہوتی تھی۔ اسی لئے ہر مسلمان کہلانے والے کو نماز ضروری پڑھنی پڑتی تھی۔ خواہ دل میں اسلام کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضور انورؐ کے مبارک زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ دل میں اسلام کے دشمن تھے۔ مگر انہیں بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ ان کے نمازی ہونے کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے (إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ○ سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب (کی سزا) دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ باوجودیکہ منافق اسلام کے دشمن تھے۔ مگر انہیں بھی اسلام کا امتیازی نشان یعنی نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ آج کل مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ غالباً پانچ فیصدی بمشکل نمازی ہونگے۔ باقی سب بے نماز۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کے حقِ عبدیت کی حق تلفی نہیں ہے۔

نمبر ۲

دوسری حق تلفی

(وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا) الآیہ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور کسی کو اس (اللہ) کا شریک نہ کرو۔

شرک یہ ہے کہ انسان کو جو تعلق اللہ تعالےٰ سے رکھنا چاہئے۔ اسی قسم کا تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔ مثلاً کسی کو اپنا حاجت روا۔ مشکل کشا۔ روزی میں تنگی یا وسعت کرنے والا۔ یا بیماری سے شفا دینے والا خیال کرے۔ حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ انسان کی ان تمام حاجتوں میں اللہ تعالےٰ ہی کام آنے والا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اکثر مسلمان شرک میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ انہیں توحید و شرک میں تمیز نہیں ہے۔

قرآن مجید کی شہادت

ایمان کا دعوےٰ کرنے کے باوجود پھر شرک میں مبتلا رہنے کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے

(وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ○)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مجلس ذکر

منعقدہ یکم جمادی الاخریٰ سنہ ١٣٧٦ھ مطابق ٣ر جنوری سنہ ١٩٥٧ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

تلقین محاسبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ حلقۂ ذکر ان احباب کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اصلاح باطن کا شوق عطا فرما رکھا ہے۔ اگر یہاں اصلاح باطن نہ ہوئی تو مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ باطنی امراض کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں آتا ہے۔ علوم دینیہ کے فارغ التحصیل کو ان امراض سے عبور ہوجاتا ہے۔ تنبہ نہیں ہوتا۔ تنبہ ہادی کی صحبت میں ہوتا ہے پھر انسان کے اندر بصیرت پیدا ہوجاتی ہے۔ جس طرح جسمانی بیماریاں کئی قسم کی ہیں۔ مثلاً بخار۔ دردسر۔ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ مریض طبیب حاذق کے پاس جاتا ہے تو وہ بتلاتا ہے کہ یہ فلاں قسم کا بخار ہے۔ مریض کو پتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح روحانی بیماریاں بھی کئی قسم کی ہیں۔ اہل علم کو ان امراض کا علم تو ہوتا ہے۔ مگر علم کے باوجود عملی طور پر اصلاح نہیں ہوتی۔ اہل علم کو اہل اللہ کی صحبت میں اصلاح کی توفیق ہوتی ہے۔ میں اسی کٹھیالی سے ڈھل کر نکلا ہوں۔ مجھے بھی ان امراض باطنی سے پہلے واقفیت نہ تھی۔ قرآن مجید اور احادیث میں ان سے عبور کر چکا تھا اللہ تعالےٰ میرے دونوں مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کی صحبت نصیب ہوئی تو انہوں نے تنبہ فرمایا یہ ایک مستقل فن ہے۔ اللہ کے قلب کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ تعلق قائم ہوجائے تو ان کی صحبت میں امراض روحانی سے شفا ہو جاتی ہے۔ ان تاروں کے بغیر رحمۃ اللعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنے والے مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے والے دنیا سے محروم ہی گئے۔ ان بدبختوں کے حق میں ارشاد باری ملاحظہ ہو۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ التوبہ رکوع ١٠ پ١٠)

ترجمہ:۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشے گا۔

تعلیم جدید والے تو اس معاملہ میں بالکل کورے ہیں۔ ادھر امراض روحانی سے عبور بھی نہیں ہوتا۔ ان کے ہاں ان امراض کی تلاش ایسی ہے۔ جیسے کوئی کیکر پر چڑھ کر بیر تلاش کرے۔ علوم دینیہ پڑھنے والوں کو ان امراض کا فقط علم ہی حاصل ہوتا ہے۔ میں نے بھی تفسیر جلالین پڑھی تھی۔ مگر ان امراض سے تنبہ تب ہوا۔ جب اللہ تعالےٰ نے ہادی کی صحبت نصیب فرمائی۔ دعا کیجئے میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ انانیت سے مجھے بچائے۔ حضرت امروٹیؒ نے مجھے اللہ کا نام سکھانے کی سند دی ہوئی ہے۔ جس کو میں نے شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے۔ وہ اکثر سند نہیں دیا کرتے تھے۔ ان کی زندگی میں جن کو استطاعت ہوتی تھی۔ میں ان کو ان کے ہاں بھجوایا کرتا تھا۔ چوہدری خدا بخش صاحب نکھوڈیہر کے ایک بڑے زمیندار ہیں۔ اب بھی زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ ان کو میں نے حضرت امروٹیؒ کے ہاں بھیجا تو حضرتؒ نے ان کے ہاتھ مجھے لکھ کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا میں نے ان کو اللہ کا نام اتنا بتلا دیا ہے آگے تم بتلا دینا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں ان کے لئے ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ان میں سے ایک نعمتِ صالح اولاد ہے۔ مولوی حبیب اللہ میرا بڑا لڑکا ابھی پڑھتا تھا کہ اس نے حضرت امروٹیؒ کو ایک خط لکھا کہ حضرتؒ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے عالم باعمل بنائے۔ حضرتؒ نے دعا فرمائی اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر میری زندگی رہی تو میں تمہاری تربیت کروں گا۔ ورنہ اپنے والد سے اپنی تربیت کرانا۔ میں نے یہ خط بھی شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے۔

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے تلقین محاسبہ۔

یہاں روحانی اور جسمانی نظام متوازی چل رہے ہیں۔ جسمانی امراض میں بیمار طبیب سے علاج کرواتا ہے تو اس کے بعد اپنا محاسبہ کرتا ہے کہ علاج شروع کرنے سے پہلے کیا حالت تھی کیا حالت ہے۔ مثلاً پہلے رات کو نیند بالکل نہیں آتی تھی۔ اب دو گھنٹہ نیند آجاتی ہے۔ پہلے کھانے کو دل نہیں کرتا تھا اگر کھا لیتا تو ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اب بھوک بھی لگتی ہے اور یخنی اور ایک دو کپ چائے پی لیتا ہے۔ طبیب کہے یا نہ کہے مریض کو پتہ چلتا ہے کہ طبیعت رو بصحت ہے یا نہیں۔ روحانی امراض میں بھی محاسبہ کیا کیجئے۔ کہ جب اللہ اللہ نہیں سیکھا تھا۔ تو کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے۔ مثلاً پہلے اگر بدی سے محبت تھی اور نیکوں سے نفرت تھی۔ اور اب بدی سے نفرت اور نیکوں سے محبت ہے تو سمجھئے کہ روحانی صحت رو باصلاح ہے۔ پہلے تخلیہ میں بیٹھنا شاق گزرتا تھا۔ اب تنہائی میں لذت آتی ہے اور دل چاہتا ہے۔ کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے۔ اگر آئے تو

دل چاہتا ہے کہ جلدی اُٹھ کر چلا جائے شرافت کی وجہ سے زبان سے نہیں کہتے مگر دل یہی چاہتا ہے کہ جلدی چلا جائے تقسیم سے پہلے بعض لوگ امرتسر بیساکھی اور میلہ مویشیاں دیکھنے جایا کرتے تھے۔ اب بھی دور دور لوگ میلے دیکھنے جاتے ہیں۔ بعض زنڈیوں کا مجرا دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اب اگر میلوں کا شوق نہیں رہا اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت میں شامل ہونے کا شوق ہے تو سمجھئے روحانی صحت بحال ہو رہی ہے۔ پہلے حلال حرام کی تمیز نہ تھی۔ اب احساس پیدا ہو گیا ہے۔ مشتبہ مال کھایا اور نماز میں لذت نہ آئی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ مشتبہ مال کا اثر ہے۔

نفس کو ملامت کرنے کے لیے ایک سائن بورڈ بنا لیجئے۔ اس میں تمام وہ گناہ درج ہوں جو عمر بھر میں کئے تھے نفس کو سمجھایا کیجئے کہ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرے۔ اب تو بڑا پاکباز بنتا ہے۔ میں نے بھی سائن بورڈ بنا رکھا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ وہ اپنی لغزشوں کو معافی ملنے کے بعد بھی فراموش نہیں فرماتے۔

آدمؑ سے بہشت میں ایک درخت کا پھل کھانے سے جو غلطی ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی معافی بھی دے دی۔ قرآن [illegible] میں اس کے متعلق اعلان ہے فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (سورۃ البقرہ رکوع ۴۔ پ ۱)

ترجمہ:۔ پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے۔ پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔

لیکن پھر بھی قیامت کے دن وہ اس غلطی کو یاد کرکے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر شفاعت کبریٰ کرنے سے انکار فرمائیں گے اسی طرح نوحؑ بھی نافرمان بیٹے کے متعلق اپنی درخواست کو یاد کرکے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے سے انکار فرمائیں گے۔ حالانکہ وہ لغزش معاف بھی ہو چکی ہے۔ اس طرح عجب۔ کبر۔ حسد وغیرہ روحانی امراض سے شفا ہو جائے گی۔ ہر نیکی کو اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھنے کی توفیق ہے تو سمجھئے مرض عجب نکل گیا ہے جو محاسبہ کرتا ہے آہستہ آہستہ اس کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے نام سے اللہ والوں سے

اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے محبت ہے تو سمجھئے اصلاح باطن ہو رہی ہے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنا محاسبہ کرنے اور دنیا سے خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست کرکے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلٰى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کوئی گزرا ہے۔ فرمایا میں نے تیری قوم سے وہ کچھ دیکھا ہے۔ جو اُحد سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور سب سے زیادہ سخت دن جو مجھ پر گزرا ہے اور جس میں میں نے تیری قوم سے ایسی تکالیف اٹھائی ہیں۔ جو تمام عمر بھر کبھی برداشت نہیں کیں وہ عقبہ کا دن اور عقبہ کے مصائب ہیں (عقبہ ایک مقام ہے جہاں ایام حج میں کنکریاں مارتے ہیں۔ اس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں) میں نے اپنے آپ کو (یعنی اپنی دعوت اسلام کو) ابن عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور جو چیز میں نے اس کے سامنے پیش کی تھی۔ اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں وہاں سے غمگین اور رنجیدہ چل دیا۔ یعنی جدھر میرا منہ اٹھا چل دیا۔ مقام قرن ثعالب میں پہنچ کر مجھ کو ہوش ہوا (یعنی سراسیمگی کی حالت دور ہوئی)۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھ کو ابر کا ایک ٹکڑا نظر آیا جو مجھ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ پھر میں نے اس پر جبرئیل کو دیکھا۔ جبرئیلؑ نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا۔ خداوند بزرگ و برتر نے آپ کی قوم کی بات کو سُنا اور آپ کی بات کا اس نے جو جواب دیا تھا اس کو بھی سنا (یعنی آپؐ کو آپؐ کی قوم کا بُرا کہنا اور جھٹلانا سب خدا کو معلوم ہے۔ اب خدا نے آپؐ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے تاکہ آپؐ اس کو جو حکم دیں۔ وہ بجا لائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھ کو مخاطب کرکے سلام کیا۔ اور پھر کہا اے محمدؐ خدا نے آپ کی قوم کی بات کو سنا اور مجھ پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تاکہ میں آپ کا حکم بجا لاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو اخشبین کے دونوں پہاڑوں کو (یہ پہاڑ مکہ کے قریب واقع ہیں) میں ان کفار پر الٹ دوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا (میں ان کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ مجھ کو امید ہے کہ خداوند تعالیٰ ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا کرے جو یکتا و تنہا خدا کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ (رواہ مسلم)

باقی صفحہ ۸ پر

صَدَقات و زکوٰۃ کی حقیقت

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)
(گزشتہ سے پیوستہ)

فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش ہونا محض خدا کے قبضہ میں ہے۔ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

جو لوگ خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس کی لقاء اور دیدار کے آرزومند ہیں چاہئے کہ اُس کے دیئے ہُوئے میں سے خرچ کریں۔ مسافر، محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں۔ اہلِ قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا کرتے رہیں۔ ایسے ہی بندوں کو دُنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔

افضل صدقہ یہ ہے کہ کسی بھوکے شخص کو کھانا کھلائے۔

عورت جب اپنے شوہر کے حکم کے بغیر اُس کے کسب شدہ مال سے صدقہ دیتی ہے تو اس کو نصف اجر عطا ہوتا ہے۔

صدقہ میں آدمی جو روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اُن میں افضل وہ ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اور خدا کے راستہ میں جہاد کے گھوڑے پر صرف کرے۔

مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے لیکن رشتہ دار کو دینا دو صدقے ہیں۔ ایک تو صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

اللہ تعالےٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے۔ جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہ ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو جنّت کے سبز کپڑے پہنائے گا۔ اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے روز جنّت کے پھل کھلائیگا اور جو شخص کسی پیاسے کو پانی دے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو سربمہر صراحی سے شراب طہور عطا فرمائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اپنے بھائی کی ملاقات کے وقت تبسّم کرتے ہُوئے پیش آنا بھی صدقہ میں داخل ہے۔ اسی طرح نیکی کا بتلانا بھی صدقہ ہے اور کسی بھولے ہوئے کو راستہ بتلانا بھی صدقہ ہے اور نابینا کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے کانٹے، پتھر اور ہڈی وغیرہ کا دُور کرنا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔

زکوٰۃ کے علاوہ مال میں ایک اور حق بھی ہے یعنی سائل کو ضرورت کے وقت دینا۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو مسلمان کسی کو کپڑا دیتا ہے۔ جس وقت تک اس کا ایک ٹکڑہ بھی اس کے جسم پر باقی رہتا ہے اس وقت تک یہ دینے والا شخص خدا کی حفاظت میں رہتا ہے۔

کہانی

ایک بار حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جنابِ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لئے حضرت اُمّ سلمہ رضؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھ دے۔ شاید حضرتؐ نوش فرمائیں۔ اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی۔ بھیجو اللہ کے نام پر۔ خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب دیا خدا تجھ کو بھی برکت دے اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ گھر میں کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ اے اُمّ سلمہ! تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ ہاں ہے اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپؐ کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک سفید پتّھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتّھر بن گیا۔

غور کیجئے کہ خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اُس گوشت کی صورت پتّھر کی ہو گئی۔ جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے۔ اس لئے اس گوشت کی صورت کُھلی نگاہوں میں بدل دی۔ تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

(۱۳) (وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○)
پ ۳۰ رکوع ۱۸
ترجمہ۔ اور جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑک۔

(تفسیر) آپؐ نادار تھے اللہ تعالےٰ نے غنا عطا فرمایا۔ اب شکرگزار بندے کا حوصلہ یہی ہونا چاہیئے کہ مانگنے والے سے تنگدل نہ ہو اور حاجتمندوں کے سوال سے گھبرا کر جھڑکنے ڈانٹنے کا شیوہ اختیار نہ کرے۔ بلکہ فراخدلی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ احادیث میں سائلین کے مقابلہ پر آپؐ کی وسعتِ اخلاق کے جو قصّے منقول ہیں وہ بڑے سے بڑے مخالف کو آپؐ کے اخلاق کا گرویدہ بنا دیتے ہیں۔ صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں کہ سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے۔ جب وہ نرمی سے مان جائے۔ ورنہ اگر اڑی لگا کر کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ ٹلے اُس وقت جھڑکنا جائز ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ ۴ ع ۱

محبوب چیز کا صدقہ

اللہ کو معلوم ہے کہ کیسی چیز خرچ کی۔ کہاں خرچ کی اور کس کے لئے خرچ کی۔ جتنی پیاری اور محبوب چیز جس طرح کے مصرف میں جس قدر اخلاص و حسنِ نیّت سے خرچ کروگے اسی کے موافق خدا تعالےٰ کے یہاں سے بدلہ ملنے کی امید رکھو۔ اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرنا چاہو تو اپنی محبوب و عزیز ترین چیزوں میں سے کچھ خدا کے راستہ میں نکالو۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کے خرچ کرنے میں بڑا درجہ ہے۔

تکبّر مال کا سبب ہوتا ہے۔ انسان حرص کے مارے اس کو ہر طرف سے سمیٹتا ہے اور مارے بُخل کے گن گن کر رکھتا ہے کہ کوئی پیسہ کہیں خرچ نہ ہو جائے بالکل

باقی صفحہ ۱۰ پر

ذکرِ الٰہی

(از محمد شفیع عمرالدین دفتردار میرپور خاص)

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۱- دسمبر ۱۹۵۶ء

(۳)

ذکر کی مجالس

شریعت کی پیروی پر آخرت کی نجات منحصر ہے۔ اسی لئے شریعت کے پابند اولیاء کرام اپنے معتقدین کی اصلاح کے لئے اور ان کو شریعت پر چلنے کی ترغیب دینے کی خاطر ذکر کی مجالس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ جدھر ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا دھیان رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ چلتے، پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے، کام کرتے وقت، المختصر ہر وقت ذکر الٰہی کا تصوّر باندھے رکھنے کی مشق کراتے ہیں۔ ایسی مجالس میں بیٹھنا عین سعادت ہے ؎

مؤمنا ذکرِ خدا بسیار گوی
تا بیابی ہر دو عالم آبروی
(عطارؒ)

ذکرِ الٰہی سے دل کو زندہ رکھو

یادِ حق آمد غذا ایں روح را
مرہم آمد ایں دلِ مجروح را
(عطارؒ)

حدیث شریف۔ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُہٗ [illegible] مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

[illegible]۔ جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے وہ بمثل زندہ ہے اور جو اس کا ذکر نہیں کرتا وہ مُردہ کی مانند ہے۔

اب افسوس اس بدنصیب کے حال پر ہے جو چند روزہ فانی زندگی کی قدر نہ کرے۔ اور اس کو فضول لغو و لعب میں پھنس کر غفلت میں گنوا دے۔ اور مردہ دل کہلانے کا مستحق بن جائے ؎

آنکہ از جہل ست دایم در گناہ
کے حلاوت یابد از ذکرِ الٰہ
(عطارؒ)

ذکرِ الٰہی سے اطمینان قلب عطا ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

سورۂ رعد۔ رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد ہی سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں ؎

یادِ حق آمد غذا ایں روح را
مرہم آمد ایں دلِ مجروح را
(عطارؒ)

الحاصل اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی اشد ضروری ہے۔ تاکہ قلب متوجہ الی اللہ رہے۔ اور اِدھر اُدھر بھٹکتا نہ پھرے۔ ورنہ یہ ایک بے پایاں سمندر کی مانند ہے۔ جس میں انواع و اقسام کے خطرات، توہمات اور خیالاتِ فاسدہ وغیرہ کی موجیں اُٹھتیں رہتی ہیں۔ اور قلب کو تذبذب کے گرداب میں پھنسا کر سکون اور اطمینان کے کنارہ سے بہت دور لے جاتی ہیں۔ اب ایسا شخص ایک عجیب کشمکش میں گرفتار رہتا ہے۔ ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ اس کو اپنا کوئی ناصح اور شفیق نظر نہیں آتا۔ ہر کس سے اسے خطرہ اور ڈر محسوس ہوتا ہے۔ بوقتِ دیگر ہر کس و ناکس کو اپنا دوست تصوّر کرنے لگ جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ مرحوم نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

دلِ بے باک را ضرغام رنگ است
دلِ ترسندہ را آہو پلنگ است
اگر بیمی نداری بحر صحرا ست
اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

المختصر اس قلبی مرض کا واحد اور مجرب علاج صرف ذکرِ الٰہی ہی ہے۔ جس کی بدولت شفا حاصل ہو سکتی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَ اِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔

(مظاہر الحق بحوالہ بخاری شریف)

ترجمہ۔ شیطان انسان کے قلب (کی تاک) میں لگا ہوا ہے۔ جب وہ ذکرِ الٰہی کرتا ہے تو وہ دل سے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے ؎

گر زمانی غافل از رحمٰن شوی
اندر آں دم ہمدمِ شیطاں شوی
(عطارؒ)

الحاصل ہم ذکر الٰہی کا جتنا زیادہ شغل رکھیں گے اور قلب کو متوجہ الی اللہ رکھیں گے اتنا ہی زیادہ اطمینانِ قلب اور سکون عطا ہوگا۔ اور شیطانی وساوس سے نجات ملے گی ؎

دم بخور در آب ذکر و تن مزن
تا رہی از کفر و وسواس کہن
(مولینا رومؒ)

ذکرِ الٰہی موجب رحمت الٰہی ہے

حدیث (عن ابوہریرہؓ و ابوسعیدؓ) لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (مشارق الانوار بحوالہ مسلم شریف)

ترجمہ۔ کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر اس کو فرشتے گھیرا کر لیتے ہیں۔ اور رحمت الٰہی ان لوگوں کو ڈھانک لیتی ہے اور ان پر اطمینانِ قلب نازل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان لوگوں کا ذکر اس جماعت میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہے (یعنی مقرب فرشتوں کی جماعت)

اس طرح اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے فرشتے متلاشی رہتے ہیں۔ اور وہ جب ایسی اہل ذکر جماعت کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھی فرشتوں کو بھی بُلاتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔

اگر کوئی شخص اس جماعت میں بیٹھ جائے اور بیٹھنے میں اس کی نیّت ذکر کرنے کی نہ بھی ہو تو ایسا شخص اہل ذکر کی طرح انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اور بخش دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔

(باقی دارد)

نماز باترجمہ مُفت

قرآن شریف کے مدارس جن میں بچّوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے یا حفظ کرایا جاتا ہے۔ اُن بچّوں کے لئے نماز باترجمہ مفت دیجائیگی بشرطیکہ اُن مدارس کے اساتذہ درخواست کریں۔ کہ ہمیں اتنی تعداد میں نمازوں کی ضرورت ہے۔

المعلن
ناظم انجمن خُدّام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

(قرآن کی روشنی میں)

(از جناب کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو "خدام الدین" لاہور مورخہ ۷ ر دسمبر ۱۹۵۶ء

(۳)

یہ مضمون تو بہت سی روایات میں آیا ہے کہ صدقہ بلاؤں کو دُور کرتا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں پر ان کے اعمال کی بدولت ہر طرف سے ہر قسم کی بلائیں مسلط ہو رہی ہیں۔ صدقات کی بہت زیادہ کثرت کرنا چاہئے۔ بالخصوص جب کہ دیکھتی آنکھوں عمر بھر کا اندوختہ کھڑے کھڑے چھوڑنا پڑ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بہت اہتمام سے بہت زیادہ مقدار میں صدقات کرتے رہنا چاہئے کہ اس میں وہ مال بھی ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے جو صدقہ کیا گیا اور اس کی برکت سے اُوپر سے بلائیں بھی ہٹ جاتی ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم لوگ ان احوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی صدقات کا اہتمام نہیں کرتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ بُرائی کے ستّر دروازے بند کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ اللہ جل شانہٗ کے غُصّے کو دُور کرتا ہے۔ اور بُری موت سے حفاظت کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دُور کرتا ہے۔ اور تکبّر اور فخر کو ہٹاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ ایک روٹی کے لقمے سے یا ایک مٹھی کھجور یا اور کوئی ایسی ہی معمولی چیز جس سے مسکین کی ضرورت پوری ہوتی ہو تین آدمیوں کو جنّت میں داخل فرماتے ہیں۔ ایک صاحب خانہ جس نے صدقہ کا حکم دیا۔ دوسرے گھر کی بیوی جس نے روٹی وغیرہ پکائی۔ تیسرے وہ خادم جس نے فقیر تک پہنچایا۔ یہ حدیث بیان فرما کر ارشاد فرمایا۔ ساری تعریفیں ہمارے اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے خادموں کو بھی ثواب میں فراموش نہ کیا۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ جانتے ہو بڑا سخت طاقتور کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جو مقابلے میں دوسروں کو پچھاڑ دے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ بڑا بہادر وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے اوپر قابو یافتہ ہو۔ پھر دریافت فرمایا۔ جانتے ہو کہ بانجھ کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جس کے اولاد نہ ہو۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ آدمی ہے۔ جس نے کوئی اولاد آگے نہ بھیجی ہو۔ پھر حضورؐ نے فرمایا جانتے ہو فقیر کون ہے لوگوں نے عرض کیا جس کے پاس مال نہ ہو حضورؐ نے فرمایا۔ فقیر اور پورا فقیر وہ ہے جس کے پاس مال ہو اور اس نے آگے کچھ نہ بھیجا ہو۔ (کہ وہ اُس دن خالی ہاتھ کھڑا رہ جائے گا۔ جس دن اُس کو سخت احتیاج ہوگی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ سے خرید لے۔ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ میں تجھے اللہ تعالےٰ کے کسی مطالبے سے نہیں بچا سکتا۔ اے عائشہ کوئی مانگنے والا تیرے پاس سے خالی نہ جائے چاہے بکری کا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ پہلے لوگ اس کو بُرا سمجھتے تھے کہ کوئی دن صدقہ کرنے سے خالی جائے۔ چاہے ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا

(بقرہ ع ۳۸) میں ارشاد ہے۔
يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ

ترجمہ حق تعالےٰ شانہٗ سُود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔

صدقات کا بڑھانا اس سے پہلے بہت سی روایات میں گزر چکا ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب پہاڑ کی برابر ہوتا ہے۔ یہ تو آخرت کے اعتبار سے تھا اور دُنیا میں بھی اکثر بڑھتا ہے کہ جو شخص صدقہ اخلاص کے ساتھ کثرت سے کرتا رہتا ہے۔ اُس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے۔ البتہ اخلاص شرط ہے۔ ریا اور فخر نہ ہو۔ اور سود آخرت میں تو مٹایا ہی جاتا ہے۔

[illegible]
عبداللہ بن مسعودؓ حضورؐ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ سود اگرچہ بڑھا ہُوا ہو لیکن اس کا انجام کمی کی طرف ہوتا ہے۔ اور معمرؒ کہتے ہیں کہ چالیس سال میں سود میں کمی ہو جاتی ہے۔ حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ سود دُنیا میں بڑھتا ہے اور آخرت میں مٹا دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک ٹکڑا دیتا ہے تو وہ اللہ کے یہاں اس قدر بڑھتا ہے کہ احد پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (آل عمران ع ۱۰) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

ترجمہ۔ اے مسلمانوں تم (کامل) نیکی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو (خوب) محبوب ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سب سے زیادہ درخت کھجوروں کے حضرت ابو طلحہؓ کے پاس تھے۔ اور ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیر حاء تھا وہ ان کو بہت ہی زیادہ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا۔ حضورؐ اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے جو بہت ہی بہترین پانی تھا۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حق تعالےٰ شانہٗ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ لَنْ تَنَالُوا الْ... حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ اور مجھے اپنی ساری چیزوں میں بیر حاء سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں اس کو اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ اور اس کے اجر و ثواب کی اللہ سے اُمید رکھتا ہوں۔ آپؐ جہاں مناسب سمجھیں اس کو خرچ فرمائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا واہ وا بہت ہی نفع کا مال ہے۔ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ ابو طلحہؓ نے عرض کیا بہتر ہے اور اس کو چچا زاد بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں میں بانٹ دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ ابو طلحہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میرا باغ جو اتنی بڑی مالیّت کا ہے وہ صدقہ ہے اور میں اگر اس کی طاقت رکھتا کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو تو ایسا کرتا مگر باغ ایسی چیز نہیں جو مخفی رہ سکے۔
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس

آیت شریفہ کا علم ہُوا تو مَیں نے ان سب چیزوں میں غور کیا جو خدا نے مجھے عطا فرمائی تھیں۔ مَیں نے دیکھا کہ اُن سب میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اپنی باندی مرجانہ ہے۔ مَیں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے۔ اس کے بعد اگر میں اس چیز سے جس کو اللہ کے واسطے دیدیا ہو دوبارہ نفع حاصل کرنا گوارا کرتا تو اس باندی سے آزاد کر دینے کے بعد نکاح کر لیتا (کہ وہ جائز تھا اور اس سے صدقہ میں کچھ کمی نہ ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ اس میں صورت صدقہ میں رجوع کی سی تھی) یہ مجھے گوارا نہ ہُوا اس لئے اس کا نکاح اپنے غلام حضرت نافعؓ سے کر دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ تلاوت میں جب اس آیت شریفہ پر گزر ہُوا تو نماز ہی میں اشارہ سے اپنی ایک باندی کو آزاد کر دیا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے پاک رسولؐ کے ارشادات کی وقعت اور ان پر عمل کرنے میں پیش قدمی تو کوئی ان حضرات صحابہ کرام سے سیکھے۔ وہی یہی حضرات اس کے مستحق تھے کہ حضورؐ کے صحابی بنائے جاتے۔ حضورؐ کی خادمیت انہیں حضرات کے شایان شان تھی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ جلولاء کی باندیوں میں سے ایک باندی ان کے لئے خرید دیں۔ . . . . . اُنھوں نے ایک بہترین باندی خرید کر بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے اس باندی کو اپنے پاس بلایا اور یہ آیت شریفہ پڑھی اور اس کو آزاد کر دیا۔ حضرت محمدؒ بن منکدر کہتے ہیں کہ جب آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت زیدؓ بن حارثہ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو ان کو اپنی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا وہ اس کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے اس کو قبول فرما لیا اور لے کر ان کے صاحبزادے اسامہؓ کو دے دیا۔ حضرت زیدؓ کے چہرہ پر اس سے کچھ گرانی کے آثار ظاہر ہوئے (کہ گھر کے گھر ہی میں رہا باپ کی بجائے بیٹے کا ہوگیا) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول فرما لیا۔ یعنی تمہارا صدقہ ادا ہوگیا۔ اب مَیں چاہے اس کو تمہارے بیٹے کو دوں یا کسی اور رشتے دار کو یا اجنبی کو (اس لئے کہ تم تو بیٹے کو نہیں دے رہے جس سے خود غرضی کا شبہ ہو۔ تم تو مجھے دے چکے۔ اب مجھے اختیار ہے کہ مَیں جس کو دل چاہے دوں) قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ربذہ نام ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ وہاں ان کے پاس اُونٹ تھے۔ اور ان کا چرانے والا ایک ضعیف آدمی تھا۔ مَیں بھی وہاں اُن کے قریب ہی رہتا تھا۔ مَیں نے ان سے عرض کیا کہ مَیں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کے چرواہے کی مدد کروں گا۔ اور آپ کے فیوض حاصل کروں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے مجھے بھی نفع عطا فرمائیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔ میرا ساتھی وہ ہے (یعنی ایسے شخص کو مَیں اپنا ساتھی بنا سکتا ہوں) جو میرا کہنا مانے۔ اگر تم اس کے لئے تیار ہو۔ تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ میرے ساتھ رہنے کا ارادہ نہ کرو۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کس چیز میں میری اطاعت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب مَیں کوئی چیز کسی کو دینے کے لئے مانگوں تو سب سے بہتر چھانٹ کر دو۔ مَیں نے قبول کر لیا۔ اور ایک زمانہ تک ان کی خدمت میں رہا۔ ان کو معلوم ہُوا کہ اُس گھاٹ پر جو لوگ آباد ہیں ان کو تنگی ہے مجھ سے فرمایا ایک اُونٹ میرے اُونٹوں میں سے لاؤ۔ مَیں نے حسب وعدہ تلاش کیا تو اُن سب میں بہترین ایک اُونٹ نر تھا۔ جو بہت سدھا ہُوا تھا۔ اس جیسا کوئی جانور ان میں نہیں تھا۔ مَیں نے اس کے لے جانے کا ارادہ کیا لیکن مجھے خیال آیا کہ اس کی خود یہاں بھی (جفتی وغیرہ کے لئے) ضرورت رہتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر باقی اونٹوں میں جو سب سے افضل اور بہتر جانور تھا وہ ایک اُونٹنی تھی۔ مَیں اُس کو لے گیا۔ اتفاق سے حضرت کی نظر اس اُونٹ پر پڑ گئی جس کو مَیں مصلحت کی وجہ سے چھوڑ کر گیا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے تم نے مجھ سے خیانت کی۔ مَیں سمجھ گیا اور اُس اُونٹنی کو واپس لاکر وہ اُونٹ لے گیا۔ حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دو آدمی ایسے چاہئیں جو ایک ثواب کا کام کریں دو شخصوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ ہم حاضر ہیں۔ فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی عذر نہ ہو تو اس اُونٹ کو ذبح کرکے اس کے گوشت کے اتنے ٹکڑے کئے جائیں جتنے گھر اس گھاٹ پر آباد ہیں اور سب گھروں میں ایک ایک ٹکڑا اس کے گوشت کا پہنچا دیا جائے اور میرا گھر بھی ان میں شمار کر لیا جائے اور اس میں بھی اتنا ہی جائے جتنا جتنا اور گھروں میں جائے۔ زیادہ نہ جائے۔ ان دونوں نے قبول کر لیا اور تعمیل ارشاد کر دی جب اس سے فارغ ہو گئے تو مجھے بُلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ تم میرے اس وعدہ کو جو شروع میں ہُوا تھا۔ بھُول گئے تھے تب تو مَیں معذور سمجھتا ہوں یا تم نے باوجود یاد ہونے کے اس کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں بھولا تو نہیں تھا مجھے وہ یاد تھا۔ لیکن جب مَیں نے تلاش کیا اور یہ اُونٹ سب سے افضل ملا۔ تو مجھے آپ کی ضرورت کا خیال پیدا ہُوا کہ آپ کو خود اس کی ضرورت ہے۔ فرمانے لگے کہ محض میری ضرورت کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ محض اسی وجہ سے چھوڑا تھا۔ فرمانے لگے۔ مَیں اپنی ضرورت کا وقت بتاؤں۔ میری ضرورت کا وقت وہ ہے۔ جب مَیں قبر کے گڑھے میں ڈال دیا جاؤں گا۔ وہ دن میری محتاجی کا دن ہوگا۔ تیرے ہر مال میں تین شریک ہیں۔ ایک تو مقدر شریک ہے۔ معلوم نہیں کہ تقدیر اچھے مال کو لے جائے یا بُرے کو وہ کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی (یعنی جس مال کو مَیں عمدہ اور بہتر اور اپنے دوسرے وقت کار آمد سمجھ کر چھوڑ دوں معلوم نہیں کہ وہ دوسرے وقت میرے کام آسکے گا۔ یا نہیں تو پھر اس وقت کیوں نہ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنا کر اللہ کے بنک میں جمع کر دوں۔ دوسرا شریک وارث ہے جو ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب تو گڑھے میں جائے تاکہ وہ سارا مال وصول کرے۔ تیسرا تُو خود اُس مال کا شریک ہے (کہ اپنے کام میں لا سکتا ہے) پس اس کی کوشش کر کہ تو تینوں شریکوں میں کم حصّہ پانے والا نہ ہو (ایسا نہ ہو کہ مقدر اس کو لے اُڑے کہ وہ ضائع ہو جائے۔ یا وارث لے اُڑے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ تو اُس کو جلدی سے حق تعالیٰ شانہٗ کے خزانے میں جمع کر دے) اس کے علاوہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون اور یہ اُونٹ جب مجھے سب سے زیادہ محبوب

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

نوعمر بچوں پر قرآن مجید کی تعلیم کا اثر

(قارئین کرام کو غالباً علم ہوگا کہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور عرصہ تقریباً چالیس سال سے کتاب و سنّت کی اشاعت بذریعہ تقریر و تحریر سرانجام دے رہی ہے - صبح کا درس عام - دورۂ تفسیر - چھوٹے چھوٹے کئی لاکھ رسائل - خلاصۃ المشکوٰۃ - قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ - مدرسۃ البنات - یہ اس کے کام کا مختصر سا خاکہ ہے۔ اب مدرسہ قاسم العلوم میں اسکولوں اور کالجوں کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ جو بچے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں ان کے اندر قرآن مجید نے جو انقلاب پیدا کیا وہ ان کی ہی زبان سے سُنئے - مدیر)

راحت ملک رول نمبر۲ عمر۱۲ برس

ساتویں جماعت

مدرسہ سے پہلے جو مجھے معلوم تھا - بہت کم تھا - یہاں آنے سے ہمیں دینی باتوں کا پتہ چلا ہے - اور گھریلو واقعات معلوم ہُوئے - اللہ تعالےٰ کی اہمیّت معلوم ہوئی اور نبیوں کے قصّے سُن کر اچھّی عادتیں پیدا ہُوئیں -

اس جماعت میں شامل ہونے سے پہلے جو لڑکے بدزبانی کرتے تھے اُن میں کچھ اسلامی جذبہ پیدا ہوگیا ہے -

ہمیں پڑھنے کے لئے کتابیں وغیرہ دی جاتی ہیں - جو کہ ہماری آئندہ زندگی کے لئے فائدہ مند ہوتی ہیں -

مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے کسی سے چھوٹی موٹی بحث بھی نہیں کرسکتا تھا - اب جو کچھ مولوی صاحب نے بتلایا ہے - اس پر اگر کوئی بحث کرنے کو آئے تو اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کچھ بحث کرسکتا ہوں -

جاوید اقبال عمر ۱۵ برس

دسویں جماعت

قرآن مجید پڑھنے سے پہلے میری طبیعت پر اثر

قرآن مجید پڑھنے سے پہلے میں ایک بہت ہی بُرا آدمی تھا - یعنی کہ میں نے کبھی بھی نماز نہیں پڑھی تھی - اور تمام اسلامی مسائل سے ناواقف تھا - جب سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا ہے - اسلام اور دین کا پتہ چلنا شروع ہوگیا ہے - اب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں اب کچھ مسلمان ہوگیا ہوں لیکن پر اب بھی پوری طرح نہیں -

اب ہر روز صبح اُٹھتا ہوں - وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں - اس کے بعد مولوی صاحب کے پاس قرآن مجید پڑھنے آجاتا ہوں - یا ترجمہ قرآن پڑھتا ہوں -

رضا الرحمٰن عمر ۱۵ برس

نویں جماعت

مجھے کبھی دینی باتیں سُننے کا موقعہ نہیں ہوا تھا - جب میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا - تو میرے دل پر بہت اچھا اثر ہُوا - تو مجھے دینی اور دنیاوی مسائل کا پتہ چلا - قرآن مجید کے پڑھنے سے مجھے قرآن پڑھنے کا اور شوق پیدا ہُوا - اُستاد کے کہنے پر پہلے ایک نماز پڑھی پھر آہستہ آہستہ اب پانچ وقت کا نمازی بن گیا ہوں -

قرآن پڑھنے سے مجھے معلوم ہُوا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے حکموں پر عمل کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی مدد کرتا ہے - میں اپنے اُستاد (مولوی صاحب) کا شکرگزار ہوں - جنہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا کر دی - اور ایسی دینی باتیں سکھائیں سمجھائیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں سُنی تھیں - اور نہ ہی زندگی میں سُننے کا موقع ملا تھا - جب میں نے پہلا پارہ پڑھ لیا تو میں نے اللہ تعالےٰ کے حکموں پر چلنے کا وعدہ کیا - اور شروع کر دیا - مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرے - مجھے یہ بھی معلوم ہُوا - کہ جو قوم اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتی ہے - کامیاب ہوتی ہے -

واجد علی شاہ عمر ۱۴ برس

نویں جماعت

حضرات میں آپ کو کیا بتاؤں کہ میں نے کتنی دینی تعلیم حاصل کی ہے - خیر - میں تھوڑا بہت عرض کر دیتا ہوں - کہ اس درس گاہ میں آکر کیا کچھ دین و دُنیا کے لئے سیکھا -

جب میں اس درس گاہ میں داخل ہُوا تو میرے ایک دوست نے یہاں آنے کی ترغیب دی - کیونکہ مجھے قرآن نہیں آتا تھا - جب آدھ مہینہ گزر گیا تو میرے دل پر قرآن کا اثر ہُوا - اور میں دو وقت کی نماز بھی پابندی سے پڑھنے لگا - اور دو مہینے میں ایک سپارہ ختم کر لیا - پھر میں نے مغرب کی نماز پابندی سے پڑھنی شروع کر دی - اگر کبھی نماز پڑھ کر نہ آتا تو دل میں شرمندگی سی ہوتی - پھر مجھے اللہ تعالےٰ نے تین وقت کی نماز کا پابند بنا دیا -

(۱) مجھے قرآن پڑھنے سے دینی مسائل کا پتہ چل گیا -

(۲) اس درس گاہ کا ماحول بہت ہی اچھا ہے -

(۳) لڑکے بڑی تہذیب کے ساتھ بیٹھتے ہیں -

(۴) قرآن پڑھتے وقت کسی سے بات نہیں کرتے - کیونکہ مجلس کے کچھ نہ کچھ آداب کا پتہ چل گیا ہے -

اطہر جاوید رول نمبر۳ عمر۱۴ برس

نویں جماعت

جب میں ماہ رمضان کے بعد اس مدرسہ میں داخل ہُوا تو اس وقت نہ مجھے قرآن مجید آتا تھا نہ ترجمہ - اور نہ ہی مذہبی مسائل جانتا تھا - قرآن مجید پڑھنے سے مجھے اُن باتوں کا پتہ چل گیا ہے [illegible] آج تک مجھے معلوم نہ تھیں - جو نہ مجھے [illegible] میں اور نہ ہی سکول میں سُنائی جاتی تھیں -

(۱) روح کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوئیں

(۲) یہ بھی معلوم ہُوا کونسا جانور ہم پر حلال ہے - اور کونسا حرام - اور جو جانور حرام ہیں ان کے حرام ہونے کی وجوہات کیا ہیں -

مثلاً انسان بندر کا گوشت کھائے - تو گونگا ہوجاتا ہے - کُتّے کے گوشت میں اتنے جراثیم ہیں کہ انسان مرجاتا ہے - سوُر بہت غلیظ جانور ہے - اس کے کھانے سے انسان بے حیا ہو جاتا ہے - جیسے انگریز اور جو لوگ سوُر کھاتے ہیں -

(۳) زکوٰۃ - روزہ - نماز کے مسائل معلوم ہوئے ہیں -

(۴) مدرسہ کا ماحول بہت اچھا ہے - یہاں پر کوئی گالی یا کوئی بیہودہ بات نہیں

کرسکا۔ سب تہذیب سے بات کرتے ہیں۔
(۵) یہاں ہمیں دینی تعلیم کے علاوہ دنیاوی تعلیم سے بھی روشناسی کرادی جاتی ہے۔ اور دنیا کے نشیب و فراز سے بھی آگاہ کرایا جاتا ہے۔

محمد شفیع عمر ۱۷- برس
دسویں جماعت

قرآن مجید پڑھنے سے حسب ذیل خدا کے حکموں کا پتہ چلا۔
(۱) اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔
(۲) رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔
(۳) غریبوں، محتاجوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ۔
(۴) والدین سے اچھا برتاؤ کرو۔

خالد محمود اظہر عمر ۱۵ برس
نویں جماعت

جب میں نے قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا تھا تو میں دین کی طرف دھیان نہیں دیتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دین کے متعلق کافی معلومات ہوگئی ہیں۔
اگر میں یہاں پڑھنے کے لئے نہ آتا تو مجھے دین کی باتیں معلوم نہ ہوتیں۔ آج کل سکول جاتا ہوں تو لڑکوں کو بتاتا ہوں کہ آج میں نے قرآن مجید میں یہ مسئلہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا [illegible] آمین

عبدالرشید عمر ۱۷ برس
گیارھویں جماعت

۱- پابندئ وقت
پہلے میں شام کو کبھی کبھی نماز قضا یا چھوڑ دیا کرتا تھا۔ لیکن جب خداوندکریم نے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے شام (نماز مغرب) کے بعد مولوی صاحب کے پاس جانا نصیب کیا۔ تو باقاعدگی سے نماز ادا کرنی شروع کردی۔ اس کے ساتھ جب کہ پڑھائی سے چھٹی ملتی ہے۔ تو اس وقت عشاء کا وقت ہو جاتا۔ تو دل چاہتا ہے کہ یہ نماز بھی ادا کرکے ہی گھر جاؤں۔ چنانچہ عشاء کی نماز بھی باقاعدگی سے ادا کرنی شروع کردی ہے۔
۲- اثر قوت ایمانی
پہلے میرا دل پژمردہ رہتا تھا۔ لیکن قرآن شریف کی تعلیم سے قدرے غفلت قلب سے نجات ملی ہے۔ اور قوت خیال قدرے مضبوط ہونی شروع ہوگئی ہے۔
مسائل دینی - پہلے مجھے بہت سے مسائل سے آشنائی نہ تھی۔ لیکن قرآن کی برکت سے کافی جان پہچان ہوگئی ہے مثلاً زکوٰۃ۔ فدیہ۔ عیدین کے مسائل۔ روزہ۔ خیرات وغیرہ وغیرہ
لوگوں سے برتاؤ سلوک - دینی مسائل کے علاوہ روز مرہ کی برائیوں کے متعلق حالات اور اُن برائیوں سے بچنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

عبدالحمید عمر ۱۷ برس
دسویں جماعت

قرآن پڑھنے سے زندگی بسر کرنے کی ہدایات ملتی ہیں۔ اور کہ کاروبار کس طرح چلایا جائے۔ قرآن حکیم کے پڑھنے سے انسان صحیح راستہ پر آجاتا ہے۔ قرآن میں نماز پر بہت زور دیا گیا ہے۔ نماز پڑھنے سے انسان کا دل نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اور برائی سے دل بھاگتا ہے۔ قرآن ہم لوگوں کو بتاتا ہے کہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور قرآن یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ جو نیک عمل کرے گا آخرت میں نجات پائے گا۔ جو نہیں کرے گا دوزخ میں ڈال دیا جائیگا

زبیر گلریز عمر ۱۲ برس
ساتویں جماعت

پہلے میں نکر پہن کر پھرتا۔ نہ نماز پڑھتا نہ دینی تعلیم سیکھتا تھا۔ اب میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے۔ اور مجھے آتا ہے۔ کہ "و" کے معنی "اور" اور "لا" کے معنی "نہیں"۔ "اَلَّذِیۡنَ"۔ وہ لوگ۔
اور مولوی صاحب نے ہمیں بہت سی مفید باتیں سکھائیں۔ اور بہت سے مسائل بھی بتائے۔ جس سے ہم کچھ درست بھی ہوئے۔ اور ہمارے دین میں اضافہ ہوا ہے

فرخ عبید ملک عمر ۱۶ برس
دسویں جماعت

مولانا حمید اللہ صاحب نے جب مجھے قرآن مجید کے ترجمہ کی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی تو میں نے باقاعدہ آنا شروع کردیا۔ سورہ فاتحہ مجھے زبانی یاد تھی۔ اس کا ترجمہ آسان معلوم ہوا لیکن مولانا کے الفاظ کا ترجمہ الگ الگ سمجھانے سے اور بھی زیادہ آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ ماشاء اللہ میں نے تین پارے ختم کرلئے ہیں۔ اور چوتھا شروع کیا ہے۔ میں مولانا کا نہایت ہی شکرگزار ہوں۔ جو اتنی محنت سے بلا معاوضہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھاتے ہیں۔ بڑے اچھے مزاج کے اور بڑے لائق ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ جماعت اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہوئی ہے۔
اس مدرسہ میں داخل ہونے سے پیشتر میں دین کی طرف سے بالکل بے بہرہ تھا۔ نماز کی طرف کبھی خاص دھیان نہ دیا تھا۔ لیکن جب مولانا کی شاگردی میں آیا تو دین کے متعلق بے بہا معلومات فراہم ہوئیں۔ اور باقاعدہ نماز پڑھنی شروع کردی۔

زاھد عبید ملک عمر ۱۴ برس
ساتویں جماعت

جب میں مدرسہ میں نہیں پڑھتا تھا۔ تو مجھے دین کے متعلق کچھ پتہ نہ تھا لیکن بعد میں بہت کچھ پتہ چل گیا۔ جب مولانا نے پہلا پارہ پڑھانا شروع کیا گو بڑا واضح کرکے سمجھاتے تھے اور ہم کو اُن کی باتوں سے بہت فائدہ ہُوا۔ انہوں نے ہم کو کسی بُری جگہ جانے یا سینما وغیرہ دیکھنے سے منع کردیا۔ پہلے پہل مولانا ہم کو صبح کے وقت پڑھاتے رہے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد شام کا وقت دیا۔ مولانا نے ہمیں کیونکہ شیعوں کے متعلق بتا رکھا تھا۔ اس لئے شیعہ لڑکوں کے ساتھ بحث کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ایک دن سکول میں ایک شیعہ لڑکا اپنے مذہب کو بہت اچھا کہہ رہا تھا میں نے لڑکوں کی ایک ٹولی بنائی اور اس سے کچھ سوال کئے جن کا وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔
جو کچھ ہم پڑھتے ہیں ہم گھر والوں کو بھی بتاتے ہیں۔ گھر والے بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور خدا ہمیں بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درکار ہے
ایک محنتی اور تجربہ کار صحیح العقیدہ حافظ صاحب کے لئے برائے تعلیم حفظ وناظرہ جگہ درکار ہے۔
ضرورت مند اصحاب پتہ دیں۔
حافظ سرفراز حسین کتب خانہ محمودیہ چیچہ وطنی ضلع منٹگمری

پردہ پر ایک اعتراض اور اُس کا جواب

(از حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

حجاب نسواں کے مقابلہ میں پردہ دری کے حامی و داعی اکثر و بیشتر حجاب کی چند مشہور اور زبان زد مضرتیں اقتصادی اور تمدنی حیثیت سے پیش کیا کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ حجاب کا پابند بنا کر عورتوں کو دوسروں سے روک دیا جانا اُن کی طرف اور زیادہ میلان و رغبت کی راہ کھول دیتا ہے۔ کیونکہ مجربہ اصول ہے کہ "الانسان حریص فیما منع" (جس سے انسان کو روک دیا جائے اس کی اور حرص کرتا ہے)" پس جس قدر اُنہیں چھپایا جائے گا اُسی قدر اُن کی طرف رغبتیں اور بڑھتی جائیں گی، اور ایسی حالت میں اُن فتنوں کا زیادہ خطرہ ہونا چاہئے جو بے پردگی کی حالت میں ہو سکتے تھے۔ لیکن اگر عورتیں بے نقاب ہو کر منظرِ عام پر آجائیں تو دیکھتے دیکھتے طبیعتیں سیر ہو جائیں گی اور جوشِ رغبت کے جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔

سوال یہ ہے کہ اگر عورتوں کے بے نقاب کیئے جانے کی صورت میں اُن کو بار بار دیکھتے رہنے ہی سے دیکھنے کے جذبات سرد پڑ سکتے ہیں۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ اُسے دیکھنے کے بعد اگر اُس کے اعضائے پنہانی کو دیکھنے اور استعمال میں لانے کے جذبات اُبھر جائیں اور کسی طرح بلا دید و استعمال یہ جوش ٹھنڈا نہ ہو تو کیا یہی اقتصادی مفتی عورت کو بالکل برہنہ تن باہر نکالنے اور اُس کو ہر طرح استعمال میں لانے کا فتوے صادر فرمائیں گے؟ اور اپنے اُسی اصول پر پختہ رہیں گے کہ ارتکابِ معصیت ہی ترکِ معصیت کا ذریعہ ہے؟ اگر اقتصادی بہبود کا سنگِ بنیاد اسی اُصول پر ہے تو انہیں یہ بھی اعلان کر دینا چاہئے کہ دنیا کے تمام سرمایہ دار جو اپنی دولت کو چھپا کر رکھنے کے عادی چلے آرہے ہیں۔ فی الحقیقت چوروں کی مالی رغبت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ دولت کی تھیلیاں منظرِ عام پر لٹکا دیں۔ یا سڑکوں پر بکھیر دیں تاکہ چوروں سے دولت گیری کی حرص قطع ہو جائے۔ لیکن اگر کہیں دولت دیکھ کر ساری کے جذبات بھڑک اٹھیں تو پھر سرمایہ داروں کے لئے اقتصادی حیثیت سے مناسب ہوگا کہ اپنی دولت سے ہر قسم کی محافظت اور قبضے کے حجابات بھی اُٹھالیں، تاکہ غریب چوروں کے یہ قبضہ خواہی کے جذبات بھی قبضہ کر کے ٹھنڈے پڑ سکیں، بلکہ ان ہی منقیوں کو اس اقتصادی بہبود کا ایک قدم اور آگے بڑھا کر دنیا کی تمام گورنمنٹوں کو اس پر بھی مطلع کر دینا چاہئے کہ وہ اخلاقی جرائم کی ممانعت سے ہاتھ کھینچ لیں اور پولیس کے محکمہ کو یکسر موقوف کر دیں، جو ہر وقت اخلاقی مجرموں کو جرائم سے روکتا اور ان کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ جرائم کی یہ ممانعت جرائم ہی کی بناء پر ہو رہا ہو اس لئے ملک کو جرائم میں آزاد کر دیا جائے تاکہ جرائم کے عام ہو جانے سے طبائع ان سے سیر ہو جائیں اور اس طرح انسداد جرائم ہو کر امن قائم ہو جائے۔

اگر یہ اقتصادیات کے دانا روپیہ کو سڑکوں پر پھینک کر چوروں کی مالی حرص مٹا دیں، اور اگر قوانین انسداد جرائم اُٹھا کر جرائم پیشوں کو پرہیزگار بنا دیں تو پھر اُنہیں ضرور حق حاصل ہے کہ اپنی عورتوں کو برہنہ پیش کر کے مردوں کو عفت مآب اور اتقیا بنانے کی سعی شروع کر دیں۔

ممکن ہے کہ دنیا کی ہزارہا سالہ زندگی کے کسی دور میں اس اصول کا تجربہ کیا گیا ہو لیکن آج تک کسی مؤرخ یا عقلمند سیاح نے تو اس کا پتہ دیا نہیں۔ ممکن ہے کہ موجودہ زمانہ کی تاریخ مستقبل کے لئے کوئی اسوہ پیش کرے۔ لیکن وہ اسوہ کیا یہ ہوگا کہ ان جرائم کی کثرت نے جرائم کو مٹا دیا تھا؟ یا بے پردگی اور عریانی نے فحش اور بیحیائی کی بیخکنی کر دی تھی؟ ہرگز نہیں۔ یہ سادہ لوح اقتصادی اتنا نہ سمجھ سکے کہ جرائم اور معاصی کی کثرت آیا جرائم کا استیصال کرتی ہے، یا جرائم کی برائی تک کو دلوں سے نکال دیتی ہے؟ بلاشبہ جرائم کے کرتے رہنے سے اُن کا انسداد نہیں ہوتا بلکہ اور حرص بڑھ جاتی ہے اور اس کا یہ ثمرہ ضرور نکلتا ہے کہ سب مبتلا ہو کر ایک دوسرے کو روکنا اور ملامت کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں جس سے ہر ایک کے دل میں سے معصیت کا خوف اور اُس کی رُکاوٹ نکل جاتی ہے اور بے دھڑک معصیت کا ارتکاب ہونے لگتا ہے۔

پس اس اصول پر یہ تو کسی طرح لازم نہیں آتا کہ معصیت باقی نہ رہے، ہاں یہ ضرور لازم آتا ہے کہ معصیت اُنکے دلوں میں معصیت باقی نہ رہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب بُرائی کو خوبی سمجھ کر کیا جانے لگے اور اُس پر کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ رہے، اس صورت میں ان اقتصادی مسکینوں کا یہ دعویٰ کہ:-

"عورتوں کو منظرِ عام پر لانے سے فواحش کا سدِّ باب ہو جائے گا۔"

بایں معنی ضرور درست ہو جاتا ہے کہ جب فواحش دلوں میں فواحش ہی باقی نہ رہینگے۔ تو فواحش کا سدِّ باب ہو گیا لیکن یہ فواحش کا سدِّ باب نہیں دلوں سے اُن کی بُرائی کا سدِّ باب ہے، اب تک وہ معصیت سمجھ کر کیے جا رہے تھے، اب ہنر سمجھ کر کیئے جائیں گے، جس کا حاصل علم و فہم کا اُلٹ جانا، یا صحیح علم کا مٹ جانا ہے۔ معاصی کا مٹ جانا نہیں۔ گویا دلوں میں بے حسی کا انجکشن ہو جاتا ہے۔ جس سے دل کی حس جاتی رہتی ہے، جس سے وہ معروف کو معروف اور منکر کو منکر سمجھے ہوئے تھا۔

بہر حال اس اصول پر ارتکاب جرائم سے انسداد جرائم ہو جاتا ہے۔ مگر بایں معنی کہ سیاہ دلوں کے نزدیک جرائم میں جرم کے معنی باقی نہیں رہتے نہ بایں معنی کہ جرائم کے افعال باقی نہیں رہتے۔

اصل یہ ہے کہ یہ اقتصادی رہنما اس قاعدہ (الانسان حریص فیما منع) کی نہ حقیقت کو سمجھے اور نہ اُس کے مو[illegible] استعمال میں اُسے استعمال کرنے کے سلیقے ہی سے آشنا ہوئے۔ اُنہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ مثل کہ "کسی شے سے روک دیئے جانے پر انسان کی حرص اُس میں اور بڑھ جاتی ہے۔" کلیتاً درست نہیں بلکہ صرف اُن صورتوں میں استعمال کی جاتی ہے کہ انسان کو کسی مرغوب شے سے کلیتاً روک دیا جائے اور کسی حالت میں بھی تحصیلِ مرغوب کی اجازت نہ دی جائے۔ ورنہ اگر کسی انسان کو اصل مرغوب سے نہ روکتے ہوئے صرف اس کے بعض افراد کی ممانعت کر دی جائے اور بعض کی اجازت دے دی جائے۔ تو وہاں اوّل تو سلیم طبائع میں حرص ہی پیدا نہیں ہوتی، اور اگر کسی طبیعت میں پیدا ہوتی ہے تو اُس شے کے دوسرے جائز افراد اُس حرص کا تدارک کر دیتے ہیں۔ مذکورہ صورتوں ہی میں دیکھ لو کہ جرائم پیشگانِ مال کو کلیتاً مال سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ اس کے مخصوص افراد

مالِ مسروقہ، مالِ غصب وظلم، مالِ قمار، مالِ رشوت، مالِ ربوٰ وغیرہ، اور بالفاظ مختصر، مالِ حرام سے روکا گیا ہے، ساتھ ہی اس کے دوسرے جائز افراد مالِ تجارت، مالِ زراعت، مالِ حرفت، مالِ ملازمت وغیرہ کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے عقلاً ایسی ممانعتیں حرص شدید کا ذریعہ بن ہی نہیں سکتیں، جبکہ دوسرے افراد کی اجازتیں اس حرص کو سرد کرنے کے لئے موجود ہیں۔ مسئلہ زیر بحث میں بھی بعینہٖ یہی صورت ہے کہ حجاب نسواں کے ذریعہ نہ تو نفسِ عورت سے روکا گیا ہے نہ نفسِ انتفاع سے، بلکہ اس انتفاع کے بعض مضر اور ناجائز افراد یعنی انتفاع زنا، اور انتفاع فحش کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے دوسرے جائز افراد انتفاع نکاح کو اسی عورت سے جائز بھی بتلا دیا گیا ہے، پس مطلقاً عورت اور اس سے انتفاع حرام نہ ہُوا۔ بلکہ اس کی مخصوص صورتیں اور حالتیں حرام ہوئیں۔ پس اگر ان خاص ممانعتوں سے عورت کی حرص پیدا ہوسکتی ہے تو دوسری خاص اجازتوں سے اس سے سیری بھی ہو سکتی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ حجاب نسواں عورتوں سے روکنے کے لئے نہیں رکھا گیا، بلکہ اُس کے ناجائز وسائلِ تحصیل اور گندے وسائط انتفاع سے باز رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اسی کی طرف حدیث نبویؐ میں اشارہ موجود ہے کہ "جس شخص کی نگاہ کسی [illegible] عورت پر اچانک پڑکر طبیعت میں شہوانی خیال پیدا ہو تو اسے چاہیئے کہ فوراً اپنی عورت کے پاس چلا جائے۔" گویا ایک ذات کو جب ایک راستہ سے صرف کرنے سے روک دیا گیا تو اسی وقت دوسرا راستہ اس کے نکاس کا بھی بتلا دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ گندی اور مضر اشیاء سے روک دیا جانا سلیم طبع میں اُن کی طرف کوئی میلان اور حرص پیدا نہیں کرتا، کیا بول وبراز سے روک دیا جانا اس کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے؟ کیا سنکھیا سے روک دیا جانا اس کی طرف میلان پیدا کرتا ہے؟ کیا کنویں، کھائی میں گرنے سے روک دیا جانا اُس میں کود پڑنے کی حرص پیدا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ طبائع سلیمہ میں جو ان اشیاء کی گندگی اور مضرت کا یقین رکھتی ہیں، ایسی ممانعتوں سے ان اشیاء کی نسبت اور نفرت و رُکاوٹ بڑھ جاتی ہے اور ممانعتوں کی قدر پیدا ہو جاتی ہے، ہاں اگر ممنوعات کی گندگی یا مضرت ہی کا علم و یقین نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے، مگر ایسے دیوانوں کو جو بدیہات تک کے منافع و مضار سے بے خبر ہوں، اپنی جہالت اور خرمزاجی کا علاج کرنا چاہیئے نہ کہ علم اور اہل علم کے مُنہ آجانا چاہیئے۔ اسی طرح وہ طبائع سلیمہ جو شرعی کیفیات سے آشنا ہیں اور نکاحی منافع کی روحانی پاکی اور زنائی لذّتوں کی ناپاکی و خباثت اور روحانی مضرت کا احساس رکھتی ہیں۔ ان شرعی ممانعتوں کے بعد، فحش سے اُن کی نفرت میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ حرص و رغبت میں۔

بہرحال اوّل تو یہ قاعدہ "الانسان حریص فیما منع" جس پر اقتصادیوں کے اس بے بنیاد وہم کی بنیاد تھی۔ کلیہ نہیں ہے، اور جہاں جہاں چلتا بھی ہے تو اس شرط کے ساتھ کہ کسی مرغوب کی کلیتاً ممانعت کر دی جائے، اور ظاہر ہے کہ حجاب نسواں اس قبیل سے ہے ہی نہیں۔ کہ اس کے ذریعہ انتفاع نسواں کی کلیتہً ممانعت ہے۔ اس لئے اعتراض کی بنیاد ہی منہدم ہوگئی اور جتنی بے بنیاد عمارت قائم تھی وہ گرگئی اور ثابت ہوگیا کہ عورت کی طرف ناجائز رغبت حجابِ نسواں کی وجہ سے نہیں ہوئی، بلکہ طبیعت کے کھوٹ۔ نفس کی آزادی، اور جائزات پر قناعت نہ کرنے کی بناء پر ہوئی۔ جس کا اکثری حیلہ، اور بیشتر وسیلہ یہی بے پردگی اور بے حجابی ہے۔ (باقی پھر)

(بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۴ سے آگے)

سورہ یوسف رکوع ۱۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔

برادران اسلام کیا شرک کرنے میں اللہ تعالےٰ کی حق تلفی نہیں ہے۔

بے شمار حق تلفیاں

اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں انسان بے شمار حق تلفیاں کرتا ہے۔ جن کا بالتفصیل ذکر کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر بطور نمونہ دو ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۝ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

مخالفت کا وعید

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی اور راستہ اختیار کرینگے۔ ان کے حق میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۝

سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی

مذکورۃ الصدر آیات میں حکم تو یہ ہُوا تھا۔ کہ مسلمان کو اپنے ہر عمل حیات میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اگر اس نمونہ کو اختیار نہ کیا۔ تو دوزخ میں داخلہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ مگر بجز اللہ تعالےٰ کے چند بندوں اور بندیوں کے اکثریت کی بقول شاعر یہ حالت ہے۔ شعر

شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

نتیجہ

کیا مسلمانوں کی یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی نہیں ہے۔ پھر یہ تو قاعدہ ہے کہ وفادار اور باغی سے سلوک یکساں نہیں ہُوا کرتا۔ اس لئے شریعتِ محمدیہ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے ابتدا میں جہنم کا داخلہ ہوگا۔ ہاں دلوں میں ایمان باقی رہا ہوگا۔ تو پھر شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے بالآخر بہشت میں آجائینگے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

بھاگ نہ جائے - اکثر بخیل مالداروں کو دیکھا ہوگا - کہ وہ بار بار روپیہ شمار کرتے ، اور حساب لگاتے رہتے ہیں - اسی میں ان کو مزا آتا ہے - حرص و طمع اور بخل و امساک نے انسان کو اندھا بنا رکھا ہے - دُنیا کے زر و مال کی محبّت میں اس قدر غرق ہے کہ خدا کو بھی فراموش کر بیٹھا -

(۱۴) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ پ ۳ ع ۶

ترجمہ - جو لوگ اپنے مال رات اور دن خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر پس اُن کے واسطے اجر ہے اُن کے رب کے نزدیک اور نہ اُن پر ڈر ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے -

خلاصہ رکوع ۵ - عنداللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو - حرام کا مال اور شبہ کا مال نہ ہو - اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے - بُری چیز خیرات میں نہ لگائے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز دے تو جی نہ چاہے لینے کو - مگر شرما شرمائی - پر خوشی سے ہرگز نہ لے - اور جان لو کہ اللہ بے پروا ہے - تمہارا محتاج نہیں - اور خوبیوں والا ہے - اگر بہتر سے بہتر چیز دل کے شوق اور محبّت سے دے تو پسند فرماتا ہے - جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا - اور حق تعالےٰ کی تاکید سُن کر بھی یہی ہمت اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے - اور وعدۂ الٰہی سے اعراض کرکے وعدۂ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو - تو اس کو یقین کر لینا چاہیئے - کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت نہیں دیکھی حکم کرنا تو درکنار رہا - اور اگر یہ خیال آئے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائینگے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں سب کے ظاہر و باطن ، نیت عمل کو خوب جانتا ہے جس کو چاہتا ہے دین کی باتوں میں دانائی اور خیرات کرنے میں سمجھ عنایت کرتا ہے کہ کس نیت سے اور کس مال سے اور کس کو اور کس طرح محتاج کو دینا چاہیئے اور جس کو سمجھ عنایت ہوئی اُس کو بڑی نعمت اور خوبی ملی - جو کچھ خیرات کی جائے تھوڑی

٭ حکومت کی طرف سے عائد شدہ

یا بہت ، بھلی نیّت سے یا بُری نیّت سے ، چھُپا کر یا لوگوں کو دکھا کر یا منّت مانی جائے کسی طرح کی تو بے شک خدا تعالےٰ کو پُورا علم ہے سب کا اور جو لوگ مال خرچ کرتے اور نذر میں حکمِ الٰہی کے خلاف کرتے ہیں اُن کا کوئی مددگار نہیں اللہ جو چاہے اُن پر عذاب کرے - منّت کا وعدہ کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اب اگر ادا نہ کی تو گنہگار ہوگا - اور نذر اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں مگر یہ کہے اللہ کے واسطے فلاں شخص کو دونگا یا اس نذر کا ثواب فلاں کو پہنچے تو کچھ مضائقہ نہیں - اگر دکھلانے کی نیّت نہ ہو تو خیرات کرنا لوگوں کے رو برو بھی بہتر ہے تاکہ اوروں کو بھی شوق اور رغبت ہو - اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے - تاکہ لینے والا نہ شرمائے - خلاصہ یہ کہ اظہار و اخفا دونوں بہتر ہیں مگر ہر موقعہ اور مصلحت کا لحاظ ضروری ہے - اللہ کی راہ میں جس کو مال دو گے تم کو اس کا ثواب دیا جائے گا مسلم غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں یعنی جس پر صدقہ کرو اُس میں مسلم کی تخصیص نہیں - البتہ صدقہ میں یہ ضرور ہے کہ محض لوجہ اللہ ہو - اور جو کچھ خیرات خرچ کرو گے اُس کا پُورا پُورا ثواب تمہیں ملے گا - اور تمہارا حق نہ رہے گا -

بقیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل صفحہ ۱۲ سے آگے

ہے تو کیوں نہ اس کو اپنے لئے مخصوص کرکے محفوظ کر لوں اور آگے بھیج دوں - ایک اور حدیث میں آیا ہے - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک جانور کا گوشت حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا - حضورؐ نے خود اس کو پسند نہیں کیا - مگر دوسروں کو کھانے سے منع بھی نہیں کیا - میں نے عرض کیا کہ اس کو فقیروں کو دے دوں - حضورؐ نے فرمایا - ایسی چیزیں ان کو مت دو - جس کو خود کھانا پسند نہیں کرتی ہو - ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ شکر خرید کر غرباء پر تقسیم کر دیتے - حضرت کے خادم نے عرض کیا کہ اگر شکر کے بجائے کھانا دیا جایا کرے تو غربا کو اس سے زیادہ نفع ہو - فرمایا صحیح ہے میرا بھی یہی خیال ہے - لیکن حق تعالےٰ کا ارشاد ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون - اور مجھے شکر (میٹھا) زیادہ مرغوب ہے - یہ حضرات کسی چیز کو افضل سمجھتے ہوئے بھی حق تعالیٰ شانہٗ

اور اس کے پاک رسولؐ کے ظاہرا الفاظ پر عمل کرنے کی اکثر کوشش کیا کرتے تھے - اس کی بہت سی مثالیں احادیث میں موجود ہیں - یہ محبت کی انتہا ہے کہ محبوب کی زبان سے نکلی ہوئی بات پر عمل کرنا ہے - چاہے افضل دوسری چیز ہو -

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۱۶ سے آگے (باقی باقی)

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول

کی حق تلفی سے جو لوگ نہیں ڈرتے - وہ اور کس کی حق رسی اور داد رسی کا خیال رکھیں گے - چنانچہ مسلمانوں کی حالت دیکھ لیجئے - کہ اکثر اولاد کے دلوں میں ماں باپ کا احترام نہیں ہے - اور برادریوں میں اکثر حق تلفیوں کی شکایات پائی جاتی ہیں - لڑکی کا رشتہ مانا ہُوا ہے - مگر شادی کرکے نہیں دیتے - اور شادی شدہ ہے تو لڑکے والوں کے اصرار شدید کے باوجود رخصتی میں بہانے بنا رہے ہیں - اس قسم کی مثالیں بھی بے شمار ہیں - کہ خاوند آوارہ ہے کہ جس عورت کے ساتھ ناجائز تعلق ہے - تنخواہ اس کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے بیوی بچے مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں - تجارت پیشہ ہیں تو بجز معدودے چند خدا کا خوف رکھنے والوں کے سوا اکثر فریب کار اور دھوکہ باز ہیں - اسی کا نتیجہ ہے - کہ ملاوٹ والی چیز کو اصلی کہہ کر دیتے ہیں - حالانکہ نہ دودھ خالص ہوتا ہے - نہ گھی خالص ملتا ہے [illegible] ہوتی مرچ خالص - نہ ہلدی خالص - باوجود ان فریب کاریوں کے دعوےٰ کیا ہے اہل السنت والجماعت - جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسی طریقہ کے پابند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا - اور ہم اسی مقدس صحابہ کرام والی جماعت کے خلف ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف تھی -

اے مسلمان

تو ایمان سے کہہ - اتنے لوگوں کی حق تلفیاں کرکے تمہیں یہ لقب (اہل السنۃ والجماعۃ) سجتا ہے - اور اگر اس لقب کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے تو کیا یہ بھی ایک طرح کا فریب نہیں ہے؟ اور کیا اس مقدس لقب کی یہ حق تلفی نہیں ہے؟ **سرکاری عہدہ داروں** کو دیکھا جائے تو ان میں سے بھی بجز چند افراد

نہیں کرتے - اور وہ نہیں سوچتے کہ آخر ان کی بد دیانتی کا انجام کیا ہوگا - **آخری دُعا**

ہفتہ وار خبریں

ڈھاکہ ۳۰ر دسمبر - چینی وزیر اعظم اور ان کے رفقاء پاکستان کا دس دن کا سرکاری دورہ مکمل کرنے کے بعد آج بذریعہ طیارہ ڈھاکہ سے کلکتہ پہنچ گئے۔

کراچی ۳۱ر دسمبر - معلوم ہوا ہے کہ قومی اسمبلی کا اجلاس ۹ر فروری ۱۹۵۷ء کو کراچی میں ہوگا۔

کراچی ۳۱ر دسمبر - حکومت پاکستان نے متروکہ جائدادوں کی مالیت کا اندازہ لگانے کے لئے ۱۸ یونٹوں کے قیام کو عمل میں لانے کا اہتمام کیا ہے۔ مرکزی حکومت کی خواہش ہے کہ متروکہ جائداد کی مالیت کا تخمینہ اور مہاجرین کے دعاوی کی جانچ پڑتال اور تصدیق کا کام ساتھ ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ تین مہینوں میں ختم ہو جائے۔

کراچی ۲ر جنوری - حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندہ کو ہدایت کی ہے کہ مسئلہ کشمیر پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل سے باضابطہ طور پر درخواست کی جائے۔

کراچی ۳ر جنوری - سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شام کے صدر ۱۰ر جنوری سے پاکستان کے دس روزہ سرکاری دورہ پر آ رہے ہیں۔

کراچی ۳ر جنوری - پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون صبح ۳ بجے بذریعہ طیارہ نیویارک روانہ ہو گئے۔ آپ سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر کو دوبارہ غور کرنے کے لئے پیش کرنے والے پاکستانی وفد کی قیادت کریں گے۔

نئی دہلی ۳۰ر دسمبر - موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ صدر شام ۱۷ر جنوری کو دو ہفتوں کے لئے بھارت آئیں گے

عمان - ۳۱ر دسمبر - آج یہاں ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ گذشتہ رات اسرائیلیوں نے ایک اردنی باشندے کی کار روک لی اور کار میں بیٹھے ہوئے پانچ اشخاص پر مشین گنوں سے گولیوں کی بوچھاڑ کی۔ دو شدید مجروح ہوئے۔ دو لاپتہ ہیں۔ ڈرائیور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

الجزائر ۳۱ر دسمبر - پرسوں کے فسادات کے بعد گزشتہ روز یہاں شہر کے تمام اہم مقامات پر فرانسیسی فوج کے دستے متعین کئے گئے۔

قاہرہ ۳۱ر دسمبر - خیال ہے کہ نہر سویز میں ڈوبے ہوئے جہاز جن کا مجموعی وزن دس ہزار ٹن کے قریب ہے۔ مارچ تک نکال دئے جائیں گے۔

لندن ۲ر جنوری - مصر نے برطانیہ کے ساتھ ۱۹۵۴ء کے معاہدے کو منسوخ کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے برطانیہ نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

نئی دہلی - ۲ر جنوری معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کمیٹیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ بھارت کے آئندہ انتخابات میں ان مسلم کانگریسیوں کو پارٹی ٹکٹ نہ دیا جائے جنہوں نے رسوائے عالم کتاب "مذہبی رہنما" کے خلاف ایجی ٹیشن میں حصہ لیا تھا اور ان کے خلاف آواز بلند کی تھی۔

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۸ سے آگے۔

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (بچپن میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور آپ کو پکڑ لیا۔ چت لٹایا اور پھر آپ کے سینے کو دل کی طرف سے چاک کیا اور آپ کے دل میں سے خون بستہ ایک ٹکڑا نکالا اور کہا یہ آپؐ کے جسم کے اندر شیطان کا حصہ ہے یہ کہہ کر جبرئیلؑ نے اس کو سونے کے طشت میں ڈال کر زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر اس کو اس کے مقام پر رکھ کر سینے کو ملا دیا۔ بچے جو آپ کے ساتھ کھیل رہے تھے دوڑتے ہوئے آپ کی ماں یعنی دایہ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ کو مار ڈالا گیا۔ لوگ آپ کی تلاش میں آئے اور آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ پر سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ (رواہ مسلم)

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے نبی ہونے سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔ تحقیق میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا (متفق علیہ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم نبی ہو تو کوئی نشانی دکھاؤ۔ آنحضرتؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے ان کو دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ دیکھا انہوں نے پہاڑ حرا کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان۔

ایک ضروری اعلان

موجودہ دور میں اہل تشیع اپنے جس اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کی حقیقت اور اصلیت معلوم کرنا چاہیں کہ وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے متعلق جو اتہامات لگا رہے ہیں۔ اگر آپ ان الزامات کے صحیح جوابات معلوم کرنا چاہیں، تو پندرہ روزہ "الفاروق" چوکیرہ ضلع شاہ پور، مطالعہ فرمائیں۔ جو حضرت مولانا احمد شاہ صاحب بخاری کی سرپرستی میں ہفتہ وار نکل رہا ہے۔

پتہ

حضرت مولانا احمد شاہ صاحب بخاری
چوکیرہ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا

بچوں کا صفحہ

بیت المقدس

عیسائیوں کا مذہبی مرکز ہونے کی وجہ سے بیت المقدس میں ان کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ اس قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے اس شہر کو فتح کرنا ازبس ضروری تھا۔ اس لئے جنگِ یرموک کی عظیم الشان فتح کے بعد اسلامی لشکر نے حضرت ابو عبیدہؓ کی سرکردگی میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ شکن سامانِ حرب نہ ہونے کی وجہ سے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے کافی انتظار کرنا پڑا۔ آخر کار عیسائی طویل محاصرہ سے گھبرا گئے۔ اور صلح پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن شرط یہ رکھی کہ خلیفۂ اسلام خود آ کر شہر پر قبضہ کریں۔ یہ اطلاع جب خلیفۂ اسلام کو ملی تو انہوں نے مجلسِ شوریٰ کا اجلاس بلایا۔ بیت المقدس کی اہمیت کے پیشِ نظر عیسائیوں کی شرط کو مان لیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفۂ ثانی شہنشاہِ عرب و ایران و شام عازمِ بیت المقدس ہوئے۔ لیکن کس شان و شوکت سے؟ کہ ان کے پاس صرف ایک غلام اور ایک اونٹ تھا۔ جس پر ایک منزل خود سوار ہوتے اور دوسری منزل پر غلام کو سوار کرکے خود پیدل چلنے لگتے۔ کھانے کے لئے تھوڑے سے ستو اور کھجوریں، پانی پینے کے لئے ایک لکڑی کا کٹورہ جس میں ستو گھول کر خود بھی پیتے اور غلام کو بھی پلاتے۔ یہ تھا اپنے وقت کے سب سے بڑے حکمران کا زادِ راہ جو اپنے نو مفتوحہ علاقہ کی طرف جا رہا تھا جو عیسائیوں کی دعوت پر ان کے مذہبی مرکز اور مضبوط قلعہ بند شہر بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے جا رہا تھا۔

اور۔ اس شانِ بے نیازی کے ساتھ خلیفۂ ثانی اپنی منزل کی طرف گامزن ہوئے کہ حور و ملائک حور و غلمان انگشت بدنداں رہ گئے۔ کلیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ آفتاب حیرانی سے آنکھیں کھولے پیکرِ جاہ و جلال کو دیکھنے لگا۔ ریت کے سرمئی ٹیلے اپنی سادگی اور انکسار کو بھول کر سادگی کی جیتی جاگتی تصویر کے دیدار میں مصروف ہو گئے۔ درختوں نے خلیفۃ الرسول کی تعظیم میں سر جھکا دیئے ہواؤں نے پیوند لگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے میں فخر محسوس کیا۔ سرزمینِ عرب و شام کی خاک اس خوشی سے چمکنے لگی۔ کہ آج اس پر وہ شخصیت محوِ خرام ہے جس کا نام سن کر قیصر و کسریٰ لرز اٹھتے تھے۔ جس کے متعلق آنے والا مورخ لکھنے والا تھا۔ کہ "اگر دنیا میں ایک اور عمرؓ بن خطاب پیدا ہو جاتا تو کفر دنیائے ہستی سے ختم ہو جاتا"۔

القصّہ جب خلیفۂ ثانی بیت المقدس پہنچے تو دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ درویش صفت شہنشاہ ستر پیوند لگے ہوئے لباس میں ملبوس ایک ہاتھ میں دُرّہ اور دوسرے ہاتھ سے اونٹ کی مہار تھامے خود آ رہا ہے۔ اور اونٹ پر اس کا غلام سوار ہے۔ رومی اور اہلِ فلسطین یہ سادگی اور درویشی دیکھ کر جو ان کے راہبوں میں بھی نظر نہ آتی تھی۔ حیران و ششدر رہ گئے۔

اسقف اعظم (لاٹ پادری) اور دوسرے معززینِ شہر نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شہر کی کنجیاں پیش کیں۔

شہر پر قبضہ ہو جانے کے بعد لاٹ پادری نے خلیفۂ اسلام کو شہر کے تاریخی مقامات دکھائے۔ آپ ایک گرجا دیکھ رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے نماز گرجا کی سیڑھیوں پر ادا کی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو لاٹ پادری نے پوچھا۔ "آپ نے گرجا کے اندر نماز کیوں ادا نہ کی۔"

امیر المومنین نے جواب دیا۔ "میں نے اس گرجا کے اندر اس اندیشہ کے تحت نماز ادا نہیں کی کہ کہیں مسلمان میری پیروی کرتے ہوئے یہاں نماز ادا نہ کرنے لگیں۔ اور خواہ مخواہ تمہاری عبادت میں مخل نہ ہوں۔ آئندہ کوئی مسلمان ان سیڑھیوں پر بھی نماز ادا نہیں کرے گا۔

یہ تھی ہمارے آباء کی زندگی لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری زندگی کیا ہے؟

؎ تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیّارہ

اے مسلمان! وقت آ گیا ہے کہ تو خوابِ غفلت سے ہوشیار ہو کر یہ سوچے کہ تو کیا تھا۔ کیا ہے اور کیا بنتا جا رہا ہے۔ اقبال نے اسی لئے کہا تھا ؎

کبھی اے نوجوان مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا اہم فیصلہ

ملکی دستور اور اسلام، مصر و الجزائر اور اُن کی عملی اعانت، [illegible] اور محکمہ قضاء حق آزادیٔ تحریر [illegible] اور کالا قانون، نا اہل، خود غرض اور غلط کار اشخاص اور ترتیب اسمبلی و تشکیل حکومت، اور ایسے ہی بعض اہم فیصلوں پر مشتمل، جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کی مجلس عاملہ کے اہم اجلاس کی روئداد مندرجہ ذیل پتہ سے ۱/- (چھ پیسہ) ادا کرکے حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۔ غازی خدا بخش۔ ناظم دفتر
مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

۲۔ محمد اشفاق خاں، ناظم
جمعیۃ علماء اسلام کرشن نگر،
مکان ۱۰/۱، نند سٹریٹ ۱۱، کرشن نگر
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱۔ لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری C/۱۶۳۲۱ ۔ مورخہ ۳؍مئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T-B-C/۲۷۳۰۔۲۴۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ ۔/۱۱
ششماہی ۶؍
فی پرچہ ۴؍

پاکستان کا تیار کردہ
بہترین گوٹہ لپہ سلمہ ستارہ کی مشہور دکان
بمبئے زری ہاؤس رجسٹرڈ
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون نمبر ۴۲۸۲

پنجاب بسکٹ
پاکستان کے
لذیذ ترین بسکٹ
تیار کردہ پنجاب بسکٹ فیکٹری لاہور فون نمبر ۴۱۲۲

تار کا پتہ زینت
ٹیلیفون نمبر 2825-2892
زینت ملز کا بہترین سوت اور کپڑا
۲۰S - ۳۰S - ۳۲S - ۴۰S اور ۲/۲۰S - ۲/۳۰S - ۲/۴۰S
کا سوت بہترین کوالٹی دوربین مارکہ خرید کر استعمال کریں جو کپڑے کی پائداری کوالٹی اور نفاست کے لئے نہایت مفید ثابت ہو چکا ہے اور مقبول عام ہے۔
ہم اپنی مل کا تیار شدہ کپڑا عنقریب مارکیٹ میں پیش کر رہے ہیں۔
زینت ٹیکسٹائل ملز۔ لمیٹڈ سرگودھا روڈ فضل آباد۔ پوسٹ بکس ۴۷ لائلپور

آپ کی قدیم اور محبوب دکان
قائم شدہ ۱۹۰۲ء
ٹیلیفون نمبر ۳۶۶۹
چائنہ مارٹ
دھنی رام اسٹریٹ انارکلی لاہور
جہاں آپ کو
اعلیٰ درجہ کے ٹی ڈنر کافی فروٹ سیٹ شیشے کے لیمن سیٹ پھولدان فروٹ ڈش انیل ویر گیس لیمپ سٹوو۔ اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہوتے ہیں۔

کوئی مرض لاعلاج نہیں
دمہ کالی کھانسی دائمی نزلہ سل، دق،
پرانی پیچش، بواسیر ذیابیطس، خارش، فساد خون
اور ہر قسم کی مردانہ زنانہ امراض کا مکمل علاج کرائیں
لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹ نکلسن روڈ لاہور

ٹوتھ پاؤڈر
دانتوں کی مختلف بیماریوں کے لئے مفید ہے
قیمت صرف آٹھ آنے ۸؍
مکسچر گم پلینٹ دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔
ڈاکٹر غلام نبی احاطہ بلاقی شاہ لنڈا بازار لاہور

اچھے لوگوں کی اچھی پسند
او کے فین
اے سی
ڈی سی
ٹیبل اور سیلنگ فین
ہر بڑے دوکاندار سے طلب کریں
او، کے الیکٹرک کمپنی حویلی میاں خاں لاہور

تالے قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، استرے اور دیگر سامان کٹلری وغیرہ
پاک لاک ہاؤس
(سابقہ انڈین)
قائم شدہ ۱۹۲۸ء
ٹیلیفون ۲۷۴۳
زیر دروازہ مسجد وزیر خاں لاہور

سلطان فونڈری اینڈ سٹیل رولنگ ملز
بادامی باغ ـــ لاہور
سینٹری فٹنگ ○ خراد مشین ○ سریا ○
دھان مشین ○ بیرنگ چک ○ چکی ○
جو پائیداری عمدگی اور نفاست میں بے مثال ہیں

دانتوں کے مریضو!
اگر آپ کے دانت درد کرتے ہیں
مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے
گرم سرد پانی لگتا ہے یعنی لعاب کثرت سے بہتا ہے منہ سے یا سانس سے بدبو آتی ہے۔ ہلتے ہیں دانتوں کی جڑیں برہنہ ہو چکی ہیں تو احسان کیمیکل ورکس گوجرانوالہ کا تیار کردہ پائیوریا ٹوتھ پاؤڈر
استعمال کریں بیحد مفید ہے۔ لٹریچر مفت طلب کریں قیمت فی شیشی 2/3 روپے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے

ملنے کے چند پتے

۱۔ کنڈیارہ ضلع نواب شاہ۔ نظامی کتب خانہ شاہی بازار
۲۔ کراچی۔ ملک محمد اسلم خاں معرفت شمع علمی بک سٹال نزد رٹز سینما بندر روڈ
۳۔ سکھر۔ مہتمم صاحب۔ مدرسہ انوار العلوم متصل مسجد اللہ والی۔ بندر روڈ
۴۔ شیخوپورہ۔ ملک محمد صادق۔ پاکستان کتاب گھر۔

بہترین خالص سونے کے زیورات
زرفشاں جیولرز
ٹیلیفون نمبر 371
۳۴۔ کمرشل بلڈنگ مال روڈ۔ لاہور

فون نمبر ۲۵۹۰ . تار کا پتہ: "LATHE"
مختلف سائز
ایم۔ اے۔ ایس اینڈ کمپنی حبیب گنج بادامی باغ لاہور

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔